Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

# التبلیغ

راولپنڈی

ماہنامہ

# التبلیغ

راولپنڈی


بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ


مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد امجد — حکیم محمد فیضان — غفار الحق


فی شمارہ.................25 روپے

سالانہ..................300 روپے

**خط و کتابت کا پتہ**

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان


**پبلشرز**

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی


مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے


**قانونی مشیر**

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)


**ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں**

○ اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا


برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

# ترتیب وتحریر

صفحہ


اداریہ ............رمضان کو دنیا کا سیزن نہ بنایئے............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۵۹، آیت نمبر ۹۳)..... یہود کی تورات کے احکام سے سرکشی.....// // ۵

درسِ حدیث ......زکاۃ ادا نہ کرنے سے بارش اور پیداوار کی قلت کا عذاب......// // ۷

**مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ**

ماہِ رمضان مختصر فضائل ومسائل کی روشنی میں............مفتی محمد رضوان ۱۰

تحقیق واجتہاد یا تحریف والحاد (قسط۲)............مفتی محمد امجد حسین ۱۶

ماہِ شعبان: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات............مولوی طارق محمود ۲۲

حیاتِ دنیا کی حقیقت............اصلاحی خطاب: مفتی محمد رضوان ۲۷

نماز کے واجبات (نماز کے احکام: قسط۱۱)............مفتی محمد امجد حسین ۳۹

صفائی اور نظافت کے آداب (قسط۲)............مفتی محمد رضوان ۴۴

کائنات میں تدبر اور اصلاحِ نفس (پانچویں و آخری قسط)...اصلاحی مجلس: حضرت مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب ۵۰

ہوا کے رخ پر نہ چلیں (بسلسلہ: اصلاحُ العلماء والمدارس)............مفتی محمد رضوان ۵۶

علم کے مینار............سرگذشت عہدِ گُل (قسط۲۳)............مفتی محمد امجد حسین ۵۷

تذکرۂ اولیاء:........... ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط۴)............// // ۶۲

پیارے بچو!............ عجیب دعوت............ابو حافظ محمد فرحان خان ۶۸

بزمِ خواتین ............ ماہ رمضان کی عبادات............مفتی ابو شعیب ۷۱

آپ کے دینی مسائل کا حل.... تراویح کی بیس رکعات کے سنت ہونے کا ثبوت....ادارہ ۷۸

کیاآپ جانتے ہیں؟............ سوالات وجوابات............ترتیب: مفتی محمد یونس ۹۰

عبرت کدہ ............ حضرت لوط علیہ السلام (قسط۱)............ابو جویریہ ۹۲

طب وصحت............ پودینہ (Mint)............حکیم محمد فیضان ۹۴

اخبارِ ادارہ ............ ادارہ کے شب وروز............مولانا محمد امجد حسین ۹۶

اخبارِ عالم ............ قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............ابرار حسین ستی ۹۷


Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

# رمضان کو دنیا کا سیزن نہ بنایئے

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے رمضان المبارک کی آمد قریب ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ دراصل آخرت کی زبردست کمائی کا مہینہ ہے، جس کے پیشِ نظر یہ مہینہ آخرت کی کمائی کا سیزن کہلائے جانے کا مستحق ہے۔ رمضان المبارک کے فضائل اور اس مہینے کی عظمت کسی مسلمان سے مخفی نہیں۔

اس لئے اس کا تقاضا یہ تھا کہ رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں آخرت کی نیکیاں کمانے اور زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنے کی کوشش کی جاتی، خواہ اس کی خاطر دنیا کا نقصان اور خسارہ کیوں نہ برداشت کرنا پڑتا۔

مگر آج بہت سے مسلمانوں کا طرزِ عمل اس کے برعکس ہے، کیونکہ وہ رمضان کے مہینہ کے ساتھ آخرت کی کمائی کی بجائے دنیا کی کمائی اور آخرت کے سیزن کے بجائے دنیا کے سیزن ہونے کا برتاؤ کرتے ہیں، چنانچہ رمضان المبارک کی آمد تو بعد میں ہوتی ہے، مگر اس سے پہلے ہی مہنگائی کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے، اور یہ مہنگائی کا سلسلہ رمضان کے پورے مہینہ جاری رہتا ہے۔

بہت سے لوگوں کو تو رمضان کے مہینہ میں دنیا کمانے کی اتنی مشغولیت رہتی ہے، کہ انہیں صحیح آرام بھی میسر نہیں آتا۔

اور صرف یہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ افسوس ناک صورتِ حال یہ ہے کہ بہت سے لوگ رمضان کے مہینہ میں جتنی ناجائز منافع خوری میں مبتلا ہوتے ہیں، شاید سال کے باقی گیارہ مہینوں میں اتنے مبتلا نہ ہوتے ہوں، چنانچہ جھوٹ، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، اس مبارک مہینہ میں اتنی عام ہوتی ہے کہ الامان، الحفیظ۔

اور اس قسم کی ناجائز منافع خوری زیادہ تر روزے کی نسبت سے ہوتی ہے، کیونکہ رمضان المبارک میں کھانے پینے کی اشیاء کا استعمال روزے کی خاطر سحری وافطار میں زیادہ ہوتا ہے۔

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کا تقاضا یہ تھا کہ دوسرے کی عبادت میں تعاون کی غرض سے سہولت

اور یسر والا معاملہ اختیار کیا جاتا، مگر اس کے بجائے، تنگی اور عُسر والا معاملہ اختیار کیا جاتا ہے۔
کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ عیسائی کرسمس ڈے، ہندو ہولی و دیوالی کے موقع پر اور اسی طرح دیگر اقوام بھی اپنے مذہبی تہواروں و مقدس ایام کے مواقع پر تو مذہبی جذبہ سے سرشار ہو کر دامے درمے، سخنے، قدمے ایثار وقربانی کا مظاہرہ کریں، اشیائے صرَف کی ارزانی نا قابلِ یقین حد تک پہنچا دیں۔
اور اس معاملہ میں ان کی حکومتیں ان کی ریاستی مشینری ہر ممکنہ وسائل ان کو بہم پہنچائیں، اور ان کی حوصلہ افزائی کریں لیکن دینِ حق کے پرستاروں اور اللہ ورسول کے نام لیوا ایسے ہی مواقع پر لوٹ کھسوٹ، دنیا طلبی اور ناجائز منافع خوری کی الٹی گنگا بہائیں۔ مسلمانوں کا یہ طرزِ عمل اسلام کی رو سے پسندیدہ نہیں، اور قابلِ اصلاح ہے۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹ ''زکاۃ ادانہ کرنے سے بارش اور پیداوار کی قلت کا عذاب''﴾

## زکاۃ ادانہ کرنے سے قحط سالی کا عذاب آتا ہے

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب بارش روک دی جاتی ہے، تو اس سے طرح طرح کی بیماریاں واقع ہو جاتی ہیں، اور فصل بھی متأثر ہوتی ہے، اور قحط سالی واقع ہو جاتی ہے۔
اس لئے زکاۃ ادانہ کرنے سے قحط سالی کا عذاب بھی آتا ہے۔
چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّکَاۃَ إِلَّا ابْتَلَاھُمُ اللّٰہُ بِالسِّنِیْنَ** (الطبرانی فِی الْأَوْسَطِ، حدیث نمبر ۴۵۷۷، تحت من اسمه عبدان)

**ترجمہ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قوم نے بھی زکاۃ کو روکا تو اللہ تعالیٰ اس کو قحط سالی میں مبتلا فرمادیتے ہیں (ترجمہ ختم) [۱]

آج کل قحط کی وبا عام ہے، اور اس کے دُور کرنے کی بے شمار تدبیریں کی جاتی ہیں، لیکن کوئی تدبیر مفید اور کارگر ثابت نہیں ہوتی، لیکن اس کا جو اصل سبب اللہ اور اس کے رسول نے بیان فرمایا ہے، اس کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی، جو کہ زکاۃ ادانہ کرنا ہے۔

---

[۱] قال الهيثمی: رَوَاهُ الطبرانِیُّ فِی الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد ج۳ص ۶۲، کتاب الزکاة، باب فرض الزکاة)

وقال المنذری: رواه الطبرانی فی الأوسط ورواته ثقات (الترغیب والترهیب ج ۱ ص ۳۰۹، کتاب الصدقات الترغیب فی أداء الزکاة وتأکید وجوبها)

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۵۹، آیت نمبر۹۳) مفتی محمد رضوان

# یہود کی تورات کے احکام سے سرکشی

**وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ. خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا. قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا . وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ. قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ(۹۳)**

**ترجمہ:** اور جب ہم نے لیا تم سے پختہ عہد اور بلند کر دیا تمہارے اوپر طور (پہاڑ) کو۔
کہ جو (احکام) ہم تم کو دیتے ہیں، ان کو مضبوطی سے پکڑو، اور سنو۔
انہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا، اور ہم نے مانا نہیں۔
اور ان کے کفر کی نحوست سے ان کے دلوں میں بچھڑا بسا ہوا تھا۔
آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارا ایمان جن باتوں کا تمہیں حکم دے رہا ہے، وہ بہت بری ہیں، اگر تم مومن ہو (ترجمہ ختم)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک عہد کو توڑنے کا ذکر فرمایا ہے۔

جس کا واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا تھا کہ جب تمہارے پاس تورات پہنچے تو اس کو دل وجان سے قبول کرنا اور اس کے احکام پر مضبوطی سے عمل کرنا، مگر بنی اسرائیل نے اس عہد کی پاسداری نہیں کی، اور تورات پر عمل کرنے میں حیلے اور بہانے شروع کر دیئے۔

اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بنی اسرائیل کے سروں پر کوہِ طور کو لا کھڑا کر دیا، اور پھر حکم دیا کہ جو احکام توریت میں ہم تم کو دیتے ہیں، ان کو مضبوطی سے پکڑو، اور توجہ سے سنو، کہ شاید تم کو کوئی حکم یاد نہ رہے، اور پھر تمہاری یہ غفلت گناہ کا سبب بن جائے۔

اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ تورات کے احکام کو تو ہم نے سن لیا ہے مگر ہم نے مانا نہیں، یعنی ان پر عمل نہیں ہوگا۔

بنی اسرائیل نے نہ ماننے کی یہ بات زبان سے کہی تھی، یا دل سے کہی تھی؟

اس بارے میں بعض مفسرین نے تو فرمایا کہ انہوں نے زبان سے تو یہی کہا تھا کہ ہم نے سن لیا ہے، لیکن

ان کے دل میں اس وقت بھی یہی بات تھی کہ ہم اس پر عمل نہیں کریں گے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان اور دل دونوں کی حالت کو:

''سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا''

''کہ ہم نے سن لیا،اور ہم نے مانا نہیں''

کے الفاظ سے بیان فرمایا،جبکہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ انہوں نے سننے اور نہ ماننے کے الفاظ زبان سے ہی کہے تھے۔

اور یہ الفاظ کہتے وقت ان کا خیال یہ تھا کہ کوہِ طور کو ہمارے سروں پر ڈرانے کے لئے معلق کیا گیا ہے،اور حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما السلام کی برکت وشفاعت سے یہ پہاڑ ہمارے اوپر گرایا نہیں جائے گا۔

لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ کوہِ طور ان کے سروں کے قریب ہوتا جا رہا ہے،تو پھر انہوں نے چار و نا چار سجدے میں گر کر توریت کے احکام کو قبول کرنے کے الفاظ کہے اور نافرمانی کے الفاظ نہیں کہے۔

لیکن جب کوہِ طور کا عذاب ٹل گیا تو پھر وہ منحرف ہو گئے (معارف القرآن ادریسی بتغیر)

اللہ تعالیٰ نے ان کی اتنی سخت سرکشی کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ان کے کفر کی نحوست سے ان کے دلوں میں بچھڑا ایسا ہوا تھا،یعنی ان کے دلوں میں بچھڑے کی پوجا پاٹ کی لذت بیٹھی ہوئی تھی،اور اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ناگوار اور کڑوی معلوم ہوتی تھی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارا ایمان جن باتوں کا تمہیں حکم دے رہا ہے،وہ بہت بری ہیں،اگر تم مومن ہو''

مطلب یہ ہے،کہ بنی اسرائیل جو اپنے بارے میں مومن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں،اگر یہ واقعی مومن ہیں ،تو کیا ان کا ایمان اتنی بری چیزوں کا حکم کرتا ہے؟

ظاہر ہے کہ حقیقی ایمان کبھی ایسی قبیح اور بری باتوں کا حکم نہیں کیا کرتا،کہ ایک قادرِ مطلق ذات کو چھوڑ کر بے جان بچھڑے کی پوجا پاٹ کی جائے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ تم حقیقی ایمان سے محروم ہو (معارف القرآن ادریسی بتغیر)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

# زکاۃ ادانہ کرنے سے بارش اور پیداوار کی قلت کا عذاب

جس طرح زکاۃ وصدقہ کے بے شمار عظیم الشان فضائل وفوائد آئے ہیں، اسی طرح زکاۃ ادا نہ کرنے اور بخل کرنے پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔

ان عذابوں اور وعیدوں کی تو بڑی طویل داستان ہے، اس لئے ان سب کو تو اس وقت ذکر کرنا مشکل ہے، البتہ اس وقت بارش وپانی اور پیداوار کی قلت کی عام شکایت ہے، بارش وپانی کی کمی کی وجہ سے ملک میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ جاری ہے، اور غذائی اجناس کی غیر معمولی مہنگائی، پیداوار کی قلت کی علامت ہے، اور یہ دونوں قلتیں زکاۃ ادا نہ کرنے کا وبال ہیں، اس لئے سرِ دست احادیث سے ان پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

## زکاۃ ادانہ کرنے سے بارش روک لی جاتی ہے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

**قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خَمْسٌ بِخَمْسٍ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللہِ وَمَا خَمْسٌ بِخَمْسٍ؟ قَالَ: مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ إِلا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ، وَمَا حَكَمُوْا بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللہُ إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْفَقْرُ، وَلا ظَهَرَتْ فِيْهِمُ الْفَاحِشَةُ إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْمَوْتُ، وَلا طَفَّفُوْا الْمِكْيَالَ إِلَّا مُنِعُوْا النَّبَاتَ وَأُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ، وَلا مَنَعُوْا الزَّكَاةَ إِلَّا حُبِسَ عَنْهُمُ الْقَطْرُ** (معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر ۱۰۸۳۰) [۱]

**ترجمہ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، پانچ چیزیں پانچ چیزوں کے بدلے میں آتی ہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ کونسی پانچ چیزیں پانچ چیزوں کے بدلے میں ہیں؟

---

[۱] قال الهيثمی:
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَيْسَانَ الْمَرْوَزِيُّ، لَيَّنَهُ الْحَاكِمُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ مُوَثَّقُونَ، وَفِيهِمْ كَلَامٌ. (مجمع الزوائد ج۳ ص۶۵، کتاب الزکاۃ، باب فرض الزکاۃ)

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک تو یہ کہ جولوگ بھی عہد توڑتے ہیں، تو اس کے بدلے میں اُن پر اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو مسلط فرما دیتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ جولوگ بھی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکموں کو توڑتے ہیں تو اس کے بدلے میں ان میں فقر وافلاس پھیل جاتا ہے۔

اور تیسرے یہ کہ جب بھی کسی قوم میں بے حیائی عام ہوتی ہے، تو اس کے بدلے میں اُن میں موت عام ہوجاتی ہے۔

اور چوتھے یہ کہ جولوگ بھی ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، تو اس کے بدلے میں یہ لوگ پیداوار کی کمی اور قحط سالی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

اور پانچویں یہ کہ جولوگ بھی زکاۃ کو روکتے ہیں (یعنی ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتے) تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اُن سے بارش کو روک لیتے ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا:

**مَانَقَضَ قَوْمٌ اَلْعَهْدَ قَطُّ اِلَّا كَانَ الْقَتْلُ بَيْنَهُمْ وَلَا ظَهَرَتْ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ وَلَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ اِلَّا حَبَسَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْقَطْرَ**

(مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۲۵۷۷) [۱]

**ترجمہ:** جوقوم بھی کبھی عہد توڑتی ہے، تو اُن کے درمیان قتل عام ہوجاتا ہے، اور جب بھی کسی قوم میں بے حیائی عام ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اُن پر موت کو مسلط فرما دیتے ہیں، اور جوقوم بھی زکاۃ کو روکتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُن سے بارش کو روک لیتے ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

**اِذَا رَأَيْتَ الْمَطَرَ قَدْ قَحِطَ فَاعْلَمْ اَنَّ الزَّكَاةَ قَدْ مُنِعَتْ ،وَاِذَا رَأَيْتَ السُّيُوْفَ قَدْ عُرِيَتْ فَاعْلَمْ اَنَّ حُكْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى قَدْ ضُيِّعَ فَانْتَقَمَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، وَاِذَا رَأَيْتَ الْوَبَاءَ قَدْ ظَهَرَ فَاعْلَمْ اَنَّ الزِّنَا قَدْ فَشَا** (شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ۳۱۶۲)

---

[۱] وقال الحاکم:

هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجه، تعليق الحافظ الذهبى فى التلخيص: على شرط مسلم

**ترجمہ:** جب آپ دیکھیں کہ بارش کا قحط واقع ہوگیا ہے، تو آپ جان لیں کہ زکاۃ روک لی گئی ہے (یعنی لوگ زکاۃ ادا نہیں کررہے) اور جب آپ دیکھیں کہ تلواریں ننگی ہوگئیں (یعنی قتل وقتال کے آلات کا استعمال بڑھ گیا) تو سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ضائع کردیا (اور توڑ دیا) گیا ہے، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے کا دست وگریبان کردیا ہے، اور جب آپ دیکھیں کہ وبا پھوٹ پڑی ہے تو آپ جان لیں کہ زنا عام ہوچکا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ظَهَرَ الزِّنَا ظَهَرَ مَوْتُ الْفُجَأَةِ ، وَإِذَا طَفَّفُوْا الْمِكْيَالَ أَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِالسِّنِيْنَ ، وَإِذَا مَنَعُوْا الزَّكَاةَ حَبَسَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْمَطَرَ ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمَا نَزَلَتْ قَطْرَةٌ ، وَإِذَا جَاوَزُوْا فِي الْحُكْمِ تَعَادُوْا بَيْنَهُمْ، وَإِذَا نَقَضُوْا الْعَهْدَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ ، وَإِذَا لَمْ يَأْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَشْرَارَهُمْ ، ثُمَّ يَدْعُوْ خِيَارَهُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ** (السنن الواردة فی الفتن للدانی حدیث نمبر ۳۲۸)

**ترجمہ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب زنا عام ہوگا تو (اس گناہ کے بدلہ میں) اچانک موت ہونا عام ہوجائے گا، اور جب لوگ ناپنے تولنے میں کمی کریں گے، تو (اس گناہ کے بدلہ میں) قحط سالی سے اللہ تعالیٰ ان کا مؤاخذہ فرمائیں گے، اور جب لوگ زکاۃ روکیں گے تو (اس گناہ کے بدلہ میں) اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیں گے، اور اگر جانور نہ ہوتے تو بارش کا ایک قطرہ بھی نازل نہ ہوتا، اور جب حکم عدولی اور ناانصافی کریں گے، تو (اس گناہ کے بدلہ میں) ان کے درمیان عداوت پیدا ہوگی، اور جب عہد توڑیں گے، تو (اس گناہ کے بدلہ میں) اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط فرمادیں گے، اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کریں گے تو (اس گناہ کے بدلہ میں) اللہ تعالیٰ ان پر بدترین لوگوں کو مسلط فرمادیں گے (یعنی ان کو حکمران بنادیں گے) پھر اس صورت میں ان کے نیک لوگ دعا کریں گے، مگر ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی (ترجمہ ختم)

﴿بقیہ صفحہ ۴ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

**مقالات ومضامین** مفتی محمد رضوان

# ماہِ رمضان مختصر فضائل ومسائل کی روشنی میں

## (روزہ، سحری، افطاری، تراویح کے مسائل)

### رمضان کے ایک روزہ کی اہمیت

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص قصداً بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کا روزہ چھوڑ دے تو پھر رمضان کے علاوہ چاہے تمام عمر کے روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہوسکتا (احمد، ترمذی، ابوداؤ، ابن ماجہ، دارمی، بخاری، مشکوٰۃ)

### روزہ کس پر فرض ہے؟

ہر مسلمان، عاقل، بالغ صحت مند مقیم مرد وعورت پر رمضان کے روزے فرض ہیں ❁ جس شخص کو روزہ رکھنے سے اپنے سابقہ تجربہ یا دیندار ماہر ڈاکٹر کی رائے کے مطابق بیماری پیدا ہونے یا بیماری بڑھ جانے کا غالب گمان ہو وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے صحت یاب ہونے پر قضاء کرنا ضروری ہے ❁ خواتین کو مخصوص ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں، پاک ہونے کے بعد قضاء کرنی ضروری ہے۔ بلا عذرِ شرعی یا بیماری کے وہم کی بنیاد پر روزہ چھوڑنا اور فدیہ ادا کرنا جائز نہیں۔ بہت چھوٹے بچوں کو نام ونمود اور رسم کے طور پر روزہ رکھوانا جائز نہیں اور ان پر زور زبردستی کر کے بوجھ ڈالنا بھی گناہ ہے۔

### سحری کے مسائل

سحری کھانا سنت ہے، اگر بھوک نہ ہو تب بھی تھوڑا بہت کچھ کھا پی لینا چاہئے خواہ دو تین چھوارے یا پانی کے چند گھونٹ ہی کیوں نہ ہوں، لیکن اگر کچھ بھی نہ کھایا پیا اور بغیر سحری کے روزہ رکھ لیا تب بھی روزہ صحیح ہو جائے گا ❁ اگر سحری کے لئے آنکھ نہ کھلی اور صبح صادق ہوگئی تو بغیر سحری کے روزہ رکھنا ضروری ہے صبح صادق ہو جانے کے بعد سحری کھانا صحیح نہیں (خواہ کسی کی آنکھ دیر سے کھلی ہو) اکثر روزہ رکھنے والے حضرات فجر کی اذان ہونے تک سحری کھانے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں اور بعض لوگ تو اذان ختم ہونے تک جبکہ بعض لوگ آخری اذان اور بعض لوگ محلّہ کی اذان ہونے تک سحری کھانے میں مبتلا پائے گئے ہیں۔

حالانکہ سحری ختم کرنے کا تعلق اذان سے نہیں بلکہ صبح صادق ہوجانے سے ہے اوراذان تو نماز فجر کیلئے دی جاتی ہے اذان درحقیقت نماز کی سنت ہے نہ کہ روزہ کی ،اگراذان صبح صادق کے بعد ہوئی اوراس پر کچھ کھایا پیا گیا تو روزہ نہیں ہوگا اوراگراذان ہی صبح صادق ہونے سے پہلے ہوئی تو پھر یہ اذان فجر کی جماعت کے لئے صحیح نہ ہوگی ۔اس لئے اذان کوسحری ختم کرنے کا معیار بنانا یااذان صبح صادق سے پہلے پڑھنا سخت نقصان کی چیز ہے سحری کیلئے صحیح اور مستند کیلنڈر یا جنتری میں دیئے گئے وقت کومعیار بنائیں اوراپنی گھڑی صحیح وقت کے مطابق رکھیں (اوراحتیاطاً کچھ وقت پہلے ہی سحری سے فارغ ہوجائیں ) نیز مساجد میں یہ اہتمام کیا جائے کہ سحری کا وقت ختم ہونے پراس کا اعلان کردیا جائے (یا کسی جگہ سائرن وغیرہ بجادیا جائے )اور چندمنٹ کے بعد (جب صبح صادق کا یقین ہوجائے ) فجر کے لئے اذان دی جائے ۔حدیث میں سحری میں دیر کرنے اورافطار میں جلدی کرنے کی جوفضیلت آئی ہے اس پرعمل وقت کے اندر رہتے ہوئے کرنا چاہئے اور یہی اس حدیث کا مطلب بھی ہے ❁ روزہ کی نیت دل میں کافی ہے زبان سے ضروری نہیں ❁ رمضان المبارک میں صبح صادق ہوجانے کے بعد دوسرے دنوں کی بنسبت فجر کی نماز باجماعت اس لئے جلدی پڑھنا تا کہ زیادہ لوگ جماعت میں شریک ہوسکیں جائز بلکہ بہتر ہے۔

## افطار کے مسائل

افطار کے وقت دعا قبول ہونے کا خاص وقت ہوتا ہے ۔اس لئے دعا کا اہتمام کیا جائے ❁ بعض لوگ افطار کے وقت بھی ٹی وی کے پروگراموں میں مصروف رہتے ہیں جوسخت محرومی کی بات ہے۔کھجور سے روزہ افطار کرنا زیادہ ثواب ہے اوروہ میسر نہ ہوتو پھر پانی سے افطار کرنا چاہئے ،افطار حلال مال سے کیا جائے حرام سے پرہیز بہت ضروری ہے ❁ کسی روزہ دارکوروزہ افطار کرانے کی بڑی فضیلت ہے۔افطار میں مصروف ہوکرمغرب کی نماز قضاء کردینا یا جماعت چھوڑ دینا صحیح نہیں ❁ رسم ورواج کےطور پر یا اپنا نام اونچا کرنے کے لئے افطار پارٹیاں دینا جائز نہیں ❁ اسی طرح بچوں کی روزہ کشائی کی مروجہ رسم بھی غیر شرعی ہے۔بعض لوگ ایک عشرہ کھجور سے ،ایک عشرہ پانی سے اورایک عشرہ نمک سے افطار کرنے کوسنت یا زیادہ ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط ہے اس طریقہ کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ❁ رمضان میں مغرب کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھنا تا کہ مختصرافطاراور بھوک کا تقاضاختم کرکے لوگ جماعت میں شریک ہوسکیں جائز ہے، لیکن زیادہ تاخیر نہ کی جائے کہ مکروہ وقت ہوجائے یا نمازیوں کو جماعت کے انتظار میں تکلیف ہونے لگے

## وہ صورتیں جن میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا یہ ہیں

❁ کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا ❁ کسی عذر سے رگ کے ذریعہ گلوکوز چڑھوانا ❁ سخت ضرورت کے وقت خون چڑھوانا ❁ طاقت کا انجکشن لگوانا ❁ ایسی آکسیجن دینا جو خالص ہو اور اس میں ادویات کے اجزاء شامل نہ ہوں ❁ کلی کرنے کے بعد منہ کی تری نگلنا ❁ اپنا تھوک جو اپنے منہ میں ہو نگل لینا، البتہ اسے منہ میں جمع کر کے نگلنا اچھی بات نہیں ❁ ضرورت کے وقت کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا ❁ ناک کو اس قدر زور سے سڑک لینا کہ حلق کے اندر چلی جائے ❁ دانت اس طرح نکلوانا کہ خون حلق میں نہ جانے پائے ❁ دانتوں سے نکلنے والا خون نگل لینا بشرطیکہ وہ تھوک سے کم ہو اور منہ میں خون کا ذائقہ معلوم نہ ہو ❁ نکسیر پھوٹنا ❁ چوٹ وغیرہ کے سبب جسم سے خون نکلنا ❁ کسی زہریلی چیز کا ڈسنا ❁ مرگی کا دورہ پڑنا ❁ بواسیر کے مسوں کو (جن کا محل عموماً پاخانہ کی جگہ کا کنارہ ہوتا ہے) طہارت کے بعد اندر دبا دینا ❁ حلق میں بلا اختیار دھواں، گرد و غبار یا مکھی، مچھر وغیرہ کا چلے جانا ❁ بھول کر کھانا پینا یا بھول کر بیوی سے صحبت کرنا ❁ اگر جماع یا انزال کا اندیشہ نہ ہو تو بیوی سے بوس و کنار کرنا ❁ سوتے ہوئے احتلام ہو جانا ❁ کان میں پانی ڈالنا یا بے اختیار چلے جانا ❁ خود بخود دقے آ جانا ❁ آنکھوں میں دوا یا سرمہ لگانا (اگرچہ حلق میں اس کا اثر معلوم ہو) ❁ مسواک کرنا (خواہ تر ہو یا خشک) ❁ سر اور بدن میں تیل لگانا ❁ عطر یا پھولوں کی خوشبو سونگھنا ❁ دھونی دینے کے بعد اگر بتی اور لوبان کی خوشبو سونگھنا جبکہ ان کا دھواں باقی نہ رہے ❁ رومال بھگو کر سر پر ڈالنا اور کثرت سے نہانا ❁ بچہ کو دودھ پلانا ❁ پان کی سرخی اور دوا کا ذائقہ منہ سے ختم نہ ہونا (جبکہ اس کے اجزاء منہ میں نہ ہوں)

## وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹتا نہیں مگر مکروہ ہو جاتا ہے یہ ہیں

❁ ٹوتھ پیسٹ، منجن، مسی، دنداسہ اور کوئلہ وغیرہ سے دانت صاف کرنا جبکہ ان کے اجزاء حلق میں نہ جائیں ❁ صحبت یا انزال ہو جانے کا خطرہ ہو تو بیوی سے بوس و کنار وغیرہ کرنا ❁ بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا یا چکھ کر تھوک دینا ❁ غیبت کرنا ❁ لڑنا جھگڑنا اور گالی گلوچ کرنا خواہ کسی انسان کو گالی دے یا بے جان چیز کو ❁ خون دینا، فصد (پچھنے) لگانا ❁ اپنے منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا ❁ بلا عذر رگ کے ذریعہ گلوکوز چڑھوانا۔

## وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے

❁ داڑھ نکلوائی اور خون حلق میں چلا گیا ❁ کسی مرض کی وجہ سے اتنا خون یا پیپ دانتوں سے نکل کر حلق

میں چلا جائے جو تھوک کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جس کی پہچان یہ ہے کہ تھوک میں اس کا رنگ نظر آ جائے اور منہ میں ذائقہ محسوس ہو ❁ ناک اور کان میں تر دوا ڈالنا اور ایسی ناس لینا یا خشک سفوف ڈالنا جس کا جوفِ دماغ میں پہنچنا یقینی ہو ❁ مشت زنی کرنا ❁ بیوی کے ساتھ بوس وکنار وغیرہ کی وجہ سے انزال ہونا ❁ ایسی چیز کا نگل جانا جو کہ عام طور پر نہ کھائی جاتی ہو جیسے کنکر یا لکڑی کا ٹکڑا ❁ یہ سمجھ کر کہ احتلام سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے روزہ افطار کر لینا ❁ بیماری یا کسی مجبوری میں روزہ افطار کر لینا ❁ سحری کا وقت خیال کر کے صبح صادق ہو جانے کے بعد سحری کھا لینا ❁ یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا ہے افطار کر لینا ❁ روزہ یاد ہو مگر وضو کرتے وقت بلا اختیار حلق میں پانی چلا جائے ❁ قصداً منہ بھر کر قے کر لینا ❁ لوبان یا عود کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا ❁ منہ میں آنسو یا پسینہ کے قطرے چلے جائیں اور ذائقہ محسوس ہو اور روزہ دار اِن کو نگل لے۔

## وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاو کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

❁ جان بوجھ کر کچھ کھا پی لینا، مسئلہ معلوم ہو یا نہ ہو ❁ بیوی سے صحبت کرنا جبکہ روزہ یاد ہو ❁ جان بوجھ کر کچا گوشت یا چاول کھا لینا ❁ جان بوجھ کر سگار، حقہ، بیڑی اور سگریٹ وغیرہ پینا ❁ اگر کسی نے تھوڑی نسوار روزہ کی حالت میں منہ میں رکھ کر فوراً نکال دی اور اس کو یقین ہو کہ اس کا کوئی جز حلق میں نہیں گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ بالاتفاق مکروہ ہے۔ مگر عام طور پر چونکہ ایسا ہونا مشکل ہے کہ نسوار کا جز حلق میں نہ جائے خصوصاً جبکہ استعمال کرنے والے دیر تک منہ میں رکھتے ہیں اور اس کے رہنے سے تھوک بھی زیادہ پیدا ہوتا ہے لہٰذا مروجہ طور پر نسوار استعمال کرنا روزہ توڑ دیتا ہے اور اس سے قضاو کفارہ دونوں واجب ہوں گے ❁ قضا یہ ہے کہ روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھے ❁ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے جہاں غلام نہ ملتے ہوں یا غلام کے خریدنے پر قدرت نہ ہو وہاں ساٹھ روزے مسلسل رکھے ناغہ نہ ہو ورنہ پھر شروع سے ساٹھ روزے پورے رکھنے ہوں گے اور اگر روزہ کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کھانا کھلائے۔

## تراویح کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض قرار دیے اور میں نے رمضان کی رات میں قیام (یعنی تراویح) کو سنت قرار دیا پس جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا اور رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھی) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح سے نکل جائے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا (نسائی، ترغیب وترہیب)

# تراویح کے مسائل

رمضان المبارک کے پورے ماہ روزانہ بیس رکعات تراویح مرد وعورت دونوں کے لئے سنت موکدہ ہیں۔ بلا عذر تراویح چھوڑنے یا بیس رکعات سے کم پڑھنے والا مرد ہو یا عورت گنہگار رہے بعض مرد حضرات اور اکثر خواتین تراویح کی نماز چھوڑ دیتے ہیں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہے اور تراویح کی بیس رکعات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں اور مشرق سے مغرب تک پوری امت مسلمہ میں بیس رکعات کا تعامل رہا ہے۔لہٰذا آٹھ پر اکتفاء کرنا صحیح نہیں۔ پورے رمضان میں ایک مرتبہ قرآن مجید مکمل کرنا (پڑھ کر یا سن کر) سنت ہے،قرآن مجید مکمل ہو جانے کے بعد تراویح چھوڑ دینا صحیح نہیں۔ کیونکہ دونوں الگ الگ مستقل سنت ہیں۔تراویح دو دو رکعات کر کے پڑھنا بہتر ہے اور ایک سلام سے چار چار بھی پڑھنا جائز ہے۔خواتین کو تراویح کی نماز اپنے گھروں میں علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھنی چاہئے،ان کو مسجد میں پڑھنے کے لئے آنا مکروہ ہے۔تراویح میں نابالغ لڑکے کو امام بنانا جائز نہیں۔ ڈاڑھی منڈانے یا ایک مٹھی سے کم کرنے والا حافظ اس حرام فعل کی وجہ سے فاسق ہے (خواہ دوسری باتوں میں کتنا نیک ہو) اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی یعنی حرام کے قریب ہے۔اسی طرح دوسرے گناہوں کا حکم ہے مثلاً غیبت کرنا، مرد کو ٹخنے سے نیچے پائجامہ لٹکانا، گانا سننا، بلاضرورت تصویر بنوانا، رکھنا، حرام کمانا، کھانا، ناجائز ملازمت کرنا، ٹی وی دیکھنا، بدعت کا ارتکاب کرنا وغیرہ جو ان میں سے کسی گناہ میں مبتلا ہو وہ فاسق ہے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔قرآن مجید سنانے پر کسی قسم کی اجرت یا معاوضہ لینا دینا حرام ہے خواہ معاوضہ طے کرلیا جائے، یا رواج ہو کہ کچھ نہ کچھ لینا دینا لازمی سمجھا جاتا ہو اور خواہ اس کو معاوضہ کہا جائے یا تحفہ، ہدیہ، اعانت وغیرہ اور نقدی کی شکل میں دیا جائے یا جوڑے کی صورت میں بہر حال ناجائز ہے اسی طرح ایسے حافظ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں جس کو نماز کے ضروری مسائل بھی معلوم نہ ہوں کہ کن چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور کن چیزوں سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے وغیرہ نیز ایسے شخص کے پیچھے تراویح پڑھنا بھی جائز نہیں جس کا تلفظ صحیح نہ ہو اور قرآن مجید کو غلط پڑھتا ہو یا وہ قرآن مجید کو بہت تیز پڑھتا ہو کہ جس سے حروف کٹ جاتے ہوں اور **یعلمون تعلمون** سمجھ آتا ہو یا نماز کے افعال اتنی جلدی ادا کرتا ہو کہ نماز کے فرائض یا واجبات بھی پورے نہ ہوتے ہوں، جہاں ان مذکورہ شرائط کے مطابق حافظ نہ ملے وہاں غیر حافظ کے پیچھے چھوٹی سورتوں کے ساتھ تراویح پڑھ لی جائے۔ اگر تراویح کی کوئی رکعت فاسد ہو جائے تو اس

میں پڑھا ہوا قرآن مجید بھی دہرانا چاہئے ،نماز میں پڑھی گئی آیت سجدہ کا اسی نماز میں سجدہ کرنا ضروری ہے اگر اسی نماز میں سجدہ ادا نہ کیا تو نماز کے بعد یہ سجدہ ادا نہ ہوگا اب توبہ واستغفار کے سوا معافی کی کوئی صورت نہیں ۔اگر کوئی تراویح نہ پڑھ سکے اور صبح صادق ہو جائے تو اب اس کی قضاء نہیں ،صرف توبہ واستغفار کیا جائے ۔بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جو شخص روزہ نہ رکھے وہ تراویح بھی نہ پڑھے یہ غلط ہے ،روزہ اور تراویح دونوں الگ الگ حکم ہیں ایک کی وجہ سے دوسرے کو چھوڑنا صحیح نہیں ۔

## تسبیح تراویح

ہر چار رکعت تراویح کے بعد کچھ دیر وقفہ کرنا بہتر ہے اس درمیان خواہ خاموش رہے یا دعا کرے یا کوئی ذکر وغیرہ آہستہ آواز میں پڑھے یا تسبیح پڑھ لے لیکن تسبیح تراویح کے نام سے مشہور دعا کے پڑھنے کو ضروری سمجھنا یا تراویح کی سنت سمجھنا غلط ہے اس کو باآواز بلند پڑھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے ۔بہت سے لوگ اہم مسائل کو چھوڑ کر صرف تسبیح تراویح کو شائع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں یہ بھی حد سے تجاوز ہے ۔

## لاؤڈ اسپیکر پر تراویح

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال صرف بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت کرنا چاہئے ،آج کل بعض مساجد میں تراویح کے لئے مسجد کا اوپر والا اسپیکر استعمال کیا جاتا ہے ۔جس کی عام طور پر ضرورت نہیں ہوتی ۔اس میں کئی گناہ ہیں (مثلاً قرآن مجید کی بے ادبی ،آیت سجدہ سننے والوں پر سجدے کا لزوم ،عبادت یا آرام میں مشغول یا مریضوں کو خلل اور تکلیف پہنچنا) اس لئے عام حالات میں مسجد کے اندرونی اسپیکر کے استعمال پر اکتفا کرنا چاہئے ۔ختم قرآن کے موقع پر ضرورت سے زیادہ روشنی اور چراغاں کرنا ،مووی بنانا ، ہار پہننے پہنانے کا اہتمام والتزام کرنا یا اس تقریب میں کسی مقرر کی تقریر کو لازم سمجھنا اور رسمی طور پر چندہ کر کے مٹھائی یا دوسری چیزوں کی تقسیم کا اہتمام کرنا جس سے ایک تو مسجد میں شور وغوغا ہوتا ہے جو مسجد کے ادب وحرمت کے خلاف ہے اور دوسرے بعض دفعہ مٹھائی وغیرہ کے ذرات مسجد میں جا بجا گر جاتے ہیں جس سے مسجد بھی آلودہ ہوتی ہے اور رزق کے وہ ذرات بھی پائمال ہوتے ہیں ،محض اپنے ایک شوق اور رسم کو پورا کرنے کے لئے مسجد کی اتنی بے حرمتی نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہے ،لہٰذا ایسے مواقع پر مسجد کی بے احترامی کی جتنی صورتیں ہیں سب سے پرہیز ضروری ہے (یہاں مختصر مسائل تحریر کیے گئے ہیں ،تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''ماہِ رمضان کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں )

مقالات ومضامین

مفتی محمد امجد حسین

# تحقیق واجتہاد یا تحریف والحاد (قسط۲)

قرآن مجید میں منافقین کے جو اقوال وافعال اوران کی صفات مذکور ہیں مصداق وانطباق کے اعتبار سے یہ اہل تجدد اس کا جدید ترین ایڈیشن ہیں دجالی دور کے تقاضوں سے آراستہ وپیراستہ ایڈیشن،

مشتے نمونہ ازخروارے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ (سورة البقرة آیت ۱۱)

(اور جب ان منافقین سے کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد وبگاڑ نہ پیدا کرو تو کہتے ہیں کہ ہم ہی تو اصل مصلح وریفارمر ہیں)

اھل تجدد بھی اپنی تخریبی فکر اور غلامانہ ومادہ پرستانہ ذہنیت سے امت کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں۔ان کی سیاہ بختیوں اور طاغوت کے تسلط میں اضافہ کر رہے ہیں لیکن بانگ دہل نعرہ یہی لگا رہے ہیں کہ ہم اسلام پر ترس کھا کر اور امت پر شفقت فرماتے ہوئے اصلاح وترقی کا مشن سنبھالے ہوئے ہیں

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ (سورة البقرة آیت ۱۳)

(اور جب ان منافقین سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی اسی طرح ایمان لاؤ جس طرح لوگ (صحابہ کرام) ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسے ایمان لائیں جیسے یہ بے وقوف و ناسمجھ ایمان لائے ہیں، جان رکھو یہ ہی اصل بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں)

اہل تجدد بھی یہی کہتے ہیں کہ دین اسلام ایسا چیستان اور معمہ ہے کہ سلف صالحین، ائمہ مجتہدین، فقہاء اسلام، مفسرین، صوفیاء عظام کوئی بھی اس کو سمجھ نہیں سکا گویا امت کے یہ سب مقتداء وپیشوا طبقے سفیہ وکم عقل دودھ پیتے بچے تھے۔عمر بھر جو علمی وعملی کارنامے انہوں نے سرانجام دیئے ہیں (اپنے علوم سے انہوں نے کتب خانے بھر دیئے۔عظمت وعزیمت، بلند کرداری اور ایمان وتقویٰ کے جو دیپ انہوں نے روشن کئے جو اسلامی تاریخ کے درخشندہ ابواب ہیں) یہ سب ویسے ہی جھک مارتے رہے ہیں اس لئے ان کا ایمان واسلام ان کے علوم اور دین کی ترجمانی ہمیں قابل قبول نہیں بلکہ دین کی وہ تعبیر معتبر ہے جو

منافقین کی طرح دفع الوقتی اور موقعہ شناسی کے طور پر محض زبانی جمع خرچ اور چرب زبانی پر مشتمل ہو۔قلب وروح اس کے لئے نو گوایریا ہو جہاں کفر والحاد نے ڈیرے ڈال رکھے ہوں اور طغیان وتمرد کا وہاں بسیرا ہو، اپنی ذات کے لئے ایمان واصلاح کی کوئی ضرورت واہمیت نہ ہو۔

دین اسلام کا ان کے نزدیک وہ مفہوم معتبر ہے جو مستشرقین وملحدین کے لٹریچر سے مستفاد ہو یا ان اھل تجدد نے مادہ پرستانہ اور طاغوت کی غلامانہ ذہنیت کے ساتھ نفس ونفسانی قوتوں سے مغلوب اپنی عیار ومکار عقل کے ڈھکوسلوں کی روشنی میں وضع کر رکھا ہو جس کو یہ انتہائی ڈھیٹ پن وہٹ دھرمی سے نئی تعبیر،''جدید قانونی فکر'' عالمی ماحول کے مطابق ''جدید گلوبلائزیشن کے ثقافتی تقاضے'' وغیرہ پُر فریب ناموں اور اصطلاحوں کے پردے میں پیش کرتے ہیں۔ ۱

بقول اقبال مرحوم

یہ علم وحکمت کی مہرہ بازی یہ بحث وتکرار کی نمائش ہوس کی خونریزیاں چھپاتی ہیں عقل عیار کی نمائش

منافقین کے صفات وکردار کے متعلق اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے طرز عمل کے متعلق قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں۔ان آیات کی روشنی میں اہل تجدد کے طرز عمل اور کردار کا جائزہ ایک مستقل موضوع ہے،اور تجدد کے شتر بے مہار کی بے لگامی کو لگام دینے کے لئے کرنے کا ایک اہم کام اور وقت کی ضرورت ہے تا کہ امت کو ان گندم نما جوفروشوں کے دام ہمرنگ زمین کا شکار ہونے سے بچایا جا سکے،کاش کہ اہل علم پوری سنجیدگی کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوں،فی الوقت ہم اس زاویہ بحث کو کسی اور موقعہ کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔

## اہل تجدد کی دکھتی رگ کی نبض شناسی

اھل تجدد خواہ آج کے ہوں یا سوڈیڑھ سو سال پہلے کے اور خواہ برصغیر کے ہوں یا مصر وشام اور ترکی کے، انہوں نے مغربیت و مادیت کا کلمہ پڑھ کر ایک طرف تو یہ مفروضہ قائم کر رکھا ہے (جو ان کے اعتبار سے مفروضہ نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے اس پر یہ ایمان رکھتے ہیں)

**(۱)**......کہ چودہ سو سال پہلے کے اسلامی اصول واحکام (العیاذ باللہ) اب فرسودہ (Expire) ہو چکے

---

۱ وحیدالدین خان، غامدی، اس کے مریدوں اور اس قماش کے دیگر اہلِ تجدد کی نگارشات سے جو واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ اپنی فاسد عقل اور فاسق ذہنیت اور فساد و بگاڑ پر مبنی طبیعت وفطرت کے بل بوتے پر کس طرح دین اسلام کے مسلمہ احکام وتعبیرات پر بے لاگ جرح کرتے ہیں اور امت کے سلف وخلف اور اکابر واصاغر کو رگیدتے چلے جاتے ہیں۔ أنومن كما آمن السفهاء کا اس سے بڑا نمونہ کیا ہوگا؟

ہیں اور موجودہ دور میں ان پرعمل کرنا اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کے پورے ڈھانچے میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں کرکے اس کی بخیہ دری کی جائے جیسے یہود نے تورات کو اور عیسائیوں نے انجیل کو ترمیم وتحریف کے عمل جراحی سے گزار کر اس کی اصلیت وحقیقت کو مسخ کرڈالا تھا اور اس کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا، لیکن دجل وتلبیس کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس تحریف وزندقہ اور الحاد وانحراف کو یہ ''نئی تعبیر'' ''گلوبلائزیشن کے تقاضے'' ''جدید قانونی فکر'' وغیرہ خوشنما ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

**(۲)**......دوسری طرف ان کے رگ وریشے میں یہ فاسد نظریہ بھی راسخ وپیوست ہوچکا ہے کہ مغربی دجالی تہذیب وتمدن کے تمام فکری اور عملی مظاہر اور ان کا پورا کلچر وتمدن سراسر خیر وبرکت ہے اور فلاح وکامیابی اور ترقی وخوشحالی کا ضامن ہے اور امت جب تک اسے قبول نہ کرے اور پوری طرح اس کلچر وتمدن کو اپنا کر اس رنگ میں نہ رنگ جائے اس وقت تک ان کی زندگی اور اس کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں، محققین نے اہل تجدد کے مزاج ونفسیات اور ان کی کاوشوں اور گذشتہ ڈیڑھ سوسالہ کارناموں کی روشنی میں انہی دومفروضات کو تجدد کی اصل بنیاد قرار دیا ہے جس پر اہل تجدد کی ذہنیت ومزاج کی اٹھان ہوتی ہے اور اسی فاسد مادہ سے ان کا خمیر اٹھا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آسمان مغرب سے جو بھی تازہ شیطانی الہام ان کو ہوتا ہے اور وہاں کے خدا ناشناس، غیبی نظام کے منکر، آخرت کے منکر، جزاوسزا کے منکر دنیا اور اس موجودہ نظام کائنات کے دارالفنا ہونے کے منکر دھریین و مادیین سائنٹسٹ ومفکرین، مستشرقین (Orientalists) اور تھنک ٹینکس (Think tanks) جو بھی نئے نئے شگوفے کھلاتے ہیں اور وہاں کی مادر پدر آزاد سوسائٹی اور سفلی خواہشات کے غلام، روحانی واخلاقی اقدار سے تہی دست ومحروم معاشرے، کلچر وتمدن کے نام پر جو بھی نئی سے نئی حیوانیت اور بہیمیت اپناتے اور پیش کرتے ہیں تو ہمارے یہ ایمان ویقین اور اس کی حلاوت سے محروم مادیت کے پیکرِ مجسم اہل تجدد سب سے پہلے اس پر آمنا وصدّقنا کہتے ہیں اور اس کے بارے میں صاد کرلیتے ہیں کہ یہی نظریہ یہی طرزِ زندگی حرفِ آخر ہے، سو کی بجائے ایک سوایک فیصد درست ہے، جس کو اختیار کئے بغیر چارہ نہیں پھر ان کی تحقیق نما تحریف کا سارا زور اس بات پر صرف ہوتا ہے کہ جس طرح بھی ہوسکے اسے اسلام کے مطابق، قرآن کیمطابق ثابت کیا جائے بلکہ عین اسلام ثابت کیا جائے خواہ اس کے لئے اسلام کے اجماعی مسلّمات کو بدلنا پڑے، سنت وحدیث کا انکار یا ان پر اپنے خودساختہ درایتی تیشے اور رندے

چلانے پڑیں اور خواہ قرآن مجید کے الفاظ وکلمات کے لئے نیا مفہوم، نیا معنی وضع کرنا پڑے۔

یہی وجہ ہے کہ اہل تجدد انہی مسائل کو موضوع بحث بناتے ہیں جو اہل مغرب کے اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں اس سے ہٹ کر اپنے معاشرے کے حقیقی سلگتے ہوئے مسائل اور منکرات جن کو حل کرنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے (اور علمائے حق ان کے حل کے لئے اور معاشرتی بگاڑ ومنکرات کی اصلاح کے لئے کوشاں ہوتے ہیں) اہل تجدد ان مسائل کے حوالے سے ہمیشہ گونگے شیطان بنے رہتے ہیں، وہ امور ان کے دائرہ تجدید میں نہیں آتے اور نہ ان کے متعلق اہل مغرب سے روشن خیالی کا سرٹیفکیٹ ملنے کی انکو امید ہوتی ہے۔

پرویزی دور میں حقوق نسواں بل کے حوالے سے طاغوتی طاقتوں اور ان کی پالتو این جی اوز نے جس طرح ہاہاکار مچائی اور متجددین نے اسلام کے نظام حدود وقصاص کے مسلمہ اجماعی تصور کے بخئیے ادھیڑے، اور ملکی آئین وقانون کی حدود وقصاص آرڈیننس والی شقوں کی مٹی پلید کی، اور اس آرڈیننس کے ساتھ حبِ علی کی آڑ میں بغضِ معاویہ پر مبنی سلوک کیا گیا، وہ ان کی اصلیت سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

اس موقعہ پر ملک کے جمہور اہل علم ملکی آئین وخودمختاری کی بات کررہے تھے اور شریعت کی ترجمانی کررہے تھے، اور ان حکمرانوں کا قبلہ درست کرنے کی کوشش کررہے تھے جو واشنگٹن اور لندن اور پیرس وبرلن کے رخ پر قبلہ رو تھے جن کو ہماری مشرقی واسلامی روایات خصوصاً چادر وچاردیواری کا تقدس، رشتوں ناطوں کی عظمت وحدبندی، پردہ کے احکام اور عفت وعصمت، شرم وحیا کے اسلامی تعلیمات کانٹے کی طرح کھٹکتی ہیں ہمارے مشرقی اسلامی اقدار وروایات، ہماری اسلامی معاشرت اور طرز زندگی کو ہائی جیک کرنے کے لئے ان اوباش فطرت مغربی غنڈوں نے حقوق نسواں اور انسانی حقوق کی نام نہاد اصطلاحات وضع کر رکھی ہیں۔

ہمارے حکمرانوں کے ذریعے اپنے یہ بے سروپا تصورات ہماری قوم پر مسلط کرتے ہیں اور اپنے ان بے دام غلاموں کے ذریعے مطالبات منواتے ہیں۔

جس کا نتیجہ مسلمان ملکوں میں انارکی، اباحیت، فحاشی وبے حیائی، معاشرتی بگاڑ اور خاندانی ٹوٹ پھوٹ کی شکل میں نکلتا ہے یہ مغرب کے تحفے ہیں جو اس نے ہمیں دیئے ہیں اور دے رہا ہے اور اس کی میڈیائی یلغار کے آگے ہم چاروں شانے چت پڑے ہیں۔ ع

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

پرویزی دور میں جنرل خسرو پرویز کی شہ پر اور مغربی لادین این جی اوز کی اقتصادی سپورٹ پر جدت پسندوں کے ہراول دستے حقوق نسواں نامی رسوائے زمانہ بل کو قانونی شکل دے کر اس قوم پر مسلط کرنے پر تُلے ہوئے تھے تو علماء کے نمائندہ وفد نے حکومتی ذمہ داروں سے ملاقات کر کے انہیں آگاہ کیا تھا کہ حقوق نسواں نامی اس بل کے مندرجات ہماری قوم کے مسائل نہیں بلکہ ہمارے اصل معاشرتی و عائلی مسائل یہ ہیں کہ شادی بیاہ، منگنی کی مختلف غیر اسلامی رسمیں جن میں وقت، وسائل، صلاحیتوں اور پیسے کا حد درجہ ضیاع ہوتا ہے، اسی طرح جہیز کی جولعنت ناسور بن کر ہمارے معاشرہ پر مسلط ہے جس کی وجہ سے ہماری ان گنت بہن بیٹیاں بابل کے آنگن میں، ماں باپ کی دہلیز پر ہی بال سفید کرنے اور جوانی کی راتیں سسک سسک کر گزارنے پر مجبور ہیں، میراث میں بہن بیٹی اپنے جائز شرعی حق و حصے سے ہندوانہ معاشرتی رواج کی وجہ سے محروم رہتی ہے، اور اس طرح دوسری خلاف شرع رسمیں اور طریقے جو ہندوانہ دور کی یادگار ہمارے معاشرے کے رگ و ریشے میں سرایت کئے ہوئے ہیں ان کے خلاف قانون سازی کی ضرورت ہے، یہ ہماری قوم کے عملی مسائل ہیں اور حقیقی خرابیاں و منکرات ہیں جن سے بہن بیٹیوں کے انسانی، اسلامی حقوق تلف ہو رہے ہیں، لیکن حکمرانوں کو اپنے قوم کے حقیقی مسائل کے ازالے کی کیا فکر اور دین ایمان کے تقاضوں کی کیا پرواہ؟ انہیں تو صرف سامراجیوں سے، طاغوتی مغربی طاقتوں سے روشن خیالی، اور لبرل ہونے کا سرٹیفکیٹ لینا ہوتا ہے۔ تاکہ طاغوت کے دربار میں سرخروئی میسر آئے اور طاغوت کی نظر میں مسلمانوں پر مسلط رہنے کا جواز فراہم ہو۔ اور جدت پسند طاغوت کے ذہنی غلام ہونے کے ساتھ ساتھ چونکہ طاغوت کے ان غلام حکومتوں کے کاسہ لیس اور تنخواہ دار و وظیفہ خوار ہوتے ہیں ان کو بھی ملک وملت کے حقیقی مسائل سے کیا سروکار اور دلچسپی ہوسکتی ہے لہٰذا ایسی باتیں سامنے آنے پر انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔

یہ جدت پسند اُلوؤں کی طرح رات کے شہباز ہوتے ہیں جو کفر و نفاق اور الحاد و زندقہ کی تاریکیوں میں ہی شوقِ پرواز پورا کر سکتے ہیں۔ ایمان و اسلام اور مقتضیات اسلام کی روشنی پڑتے ہی ان کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور ان کی شپرہ چشم نگاہ پر بے بصیرتی کے دبیز پردے چڑھ جاتے ہیں۔

یہ حرص وہوا کے پجاری جدت پسند جب دنیائے اسلام میں الحاد و تحریف کے نشتر لگاتے ہیں تو مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے، اپنی تحریفات و ترمیمات کو سند جواز مہیا کرنے کے لئے یوں راگ الاپتے

ہیں زمانہ بدل گیا، حالات ومقتضیات بدل گئے، دنیا چاند پر پہنچ گئی (جبکہ یہ چاند پہ پہنچنا بذات خود ایک فنکاری اور ڈرامہ اور حقیقت سے زیادہ فسانہ ہی نظر آتا ہے کہ کسی ویران صحرا میں فلم بنا کر چاند پر اترنے کا دعویٰ کیا گیا ہو جیسے کہ اس قسم کے خدشات اور شکوک وشبہات سامنے آتے رہے ہیں) اب دین کی نئی تعبیر ہونی چاہئے وغیرہ وغیرہ۔لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ بقول مفتی تقی عثمانی صاحب ان متجد دین کو زمانہ صرف اس موقعہ پر بدلا ہوا نظر آتا ہے جب اس تبدیلی سے کوئی اباحت نکالنا یا مغرب کے کسی نظریہ کو اسلام کے مطابق ثابت کرنا پیش نظر ہو اور جہاں زمانے کی تبدیلی کا نتیجہ کسی مشقت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے وہاں زمانے کی تبدیلی کا کسی کو خیال بھی نہیں آتا، اس کی واضح مثال یہ ہے کہ یہ بات تو اہل تجدد کی طرف سے سنی گئی کہ زمانہ بدل گیا ہے اس لئے سود کو حلال ہونا چاہئے لیکن آج تک ہم نے کسی بھی تجدد پسند کی زبان سے یہ کبھی نہیں سنا کہ زمانہ بدل گیا اس لئے نماز میں قصر کی اجازت اب ختم ہونی چاہئے اور یہ اجازت اس وقت کے ساتھ مخصوص تھی جب سفر میں بے انتہا مشقت اٹھانی پڑتی تھی لہٰذا جو لوگ ہوائی جہازوں اور ایئر کنڈیشن کاروں میں سفر کرتے ہیں ان کے لئے روزہ چھوڑنے اور نماز کو مختصر کرنے کی اجازت نہیں ہے طرز عمل کے اس تفاوت سے آپ تجدد کی اباحیت پسندانہ ذہنیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ درحقیقت ان کی تمام تر دلیلیں (مغربی فکر کی روشنی میں) اپنے پہلے سے قائم کئے ہوئے نظریات کے لئے باقاعدہ بنائی جاتی ہیں پیش نظر چونکہ یہ ہے کہ مغربی نظریات کو اسلام میں داخل کیا جائے لہٰذا جس جگہ یہ مقصد پورا ہوتا ہے وہاں پر گری پڑی بات دلیل بن جاتی ہے اور جس جگہ وہی دلیل اپنے مقاصد کے خلاف پڑتی ہو وہ قابل التفات نہیں رہتی کاش ان کی فکری صلاحیتیں ''تحریف وترمیم'' کے بجائے کسی تعمیری خدمت میں صرف ہونے لگیں (اسلام اور جدت پسند ص ۲۶)

(جاری ہے......)

بسلسلہ: تاریخی معلومات

مولوی طارق محمود

# ماہِ شعبان: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ شعبان ۳۵۱ھ: میں حضرت ابوطیب عبدالعزیز بن محمد بن عبداللہ بن اسحاق بن سہل رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۱۰ ص ۴۵۶)

□......ماہِ شعبان ۳۵۱ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن جعفر بن احمد بن یحییٰ بن موسیٰ بن اسماعیل بن ممک رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابن الفریابی کے نام سے مشہور تھے (تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۳۷۰)

□......ماہِ شعبان ۳۵۲ھ: میں حضرت ابوبکر عمر بن محمد بن علی بن صباح مقری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۲۴۳)

□......ماہِ شعبان ۳۵۲ھ: میں حضرت ابومحمد حسن بن محمد بن عبداللہ بن ہارون الازدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۱۹۸)

□......ماہِ شعبان ۳۵۲ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن حسن بن احمد بن محمد بن عبید بن عبدالملک اسدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹۲)

□......ماہِ شعبان ۳۵۴ھ: میں حضرت ابوالحسن احمد بن محمد بن اسحاق بن ہشام تنوخی الانباری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بغداد میں رہتے تھے (تاریخِ بغداد ج ۴ ص ۴۹۲)

□......ماہِ شعبان ۳۵۶ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالعزیز بن علی بن احمد بن فضل بن شکر بن بکران خیاط رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۱۰ ص ۴۶۸)

□......ماہِ شعبان ۳۵۷ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن علی بن محمد بن سہل بن سلیمان بن سالم بن نوح ضبی محاملی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۳ ص ۸۵)

□......ماہِ شعبان ۳۵۷ھ: میں حضرت قاضی ابوالحسین عبدالواحد بن محمد بن حباب بن بشار بن یوسف رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۸)

□......ماہِ شعبان ۳۵۷ھ: میں عباسی خلیفہ امیر المومنین متقی باللہ بن جعفر مقتدر باللہ بن احمد معتضد باللہ عباسی کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۶ ص ۵۱، سیر اعلام النبلاء ج ۱۵ ص ۱۱۱)

□......ماہِ شعبان ۳۵۷ھ: میں حضرت قاضی ابوالعباس عبداللہ بن حسین بن حسن بن احمد بن نضر بن

حکیم نضری مروزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ''مرو'' مقام کے قاضی تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۲۰)

□......**ماہِ شعبان ۳۵۹ھ**: میں حضرت طاہرہ بنت احمد بن یوسف الازرق بن یعقوب بن اسحاق بن بہلول التنوخیۃ رحمہا اللہ کی ولادت ہوئی (تاریخِ بغداد ج۱۴ ص ۴۴۵)

□......**ماہِ شعبان ۳۵۹ھ**: میں حضرت ابوعلی محمد بن احمد بن حسن بن اسحاق بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابن الصواف کے نام سے مشہور تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۱۸۵، تاریخِ بغداد ج۱ ص ۲۸۹)

□......**ماہِ شعبان ۳۶۱ھ**: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن یوسف بن یعقوب السقطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۵ ص ۱۲۳)

□......**ماہِ شعبان ۳۶۲ھ**: میں حضرت ابوبکر احمد بن سلیمان بن علی بن عمران مقری واسطی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ کی وفات رجب ۴۳۲ھ میں ہوئی (تاریخِ بغداد ج۴ ص ۱۸۰)

□......**ماہِ شعبان ۳۶۲ھ**: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن سختویہ نیشاپوری مزکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۱۶۵)

□......**ماہِ شعبان ۳۶۳ھ**: میں حضرت ابومحمد حسن بن علی بن محمد بن حسن شیرازی بغدادی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ الجوہری کی نسبت سے مشہور تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۶۸)

□......**ماہِ شعبان ۳۶۳ھ**: میں حضرت ابوالعباس جمح بن قاسم بن عبدالوہاب جمحی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۷۷)

□......**ماہِ شعبان ۳۶۳ھ**: میں حضرت ابوالحسین علی بن عبداللہ بن فضل بن عباس بن محمد بغدادی رحمہا اللہ کی وفات ہوئی، آپ مصر میں رہتے تھے (تاریخِ بغداد ج۱۲ ص ۶)

□......**ماہِ شعبان ۳۶۵ھ**: میں حضرت قاضی ابوالقاسم علی بن قاضی ابوعلی محسن بن علی التنوخی بصری رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، بصرہ میں آپ کی ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۶۵۰)

□......**ماہِ شعبان ۳۶۵ھ**: میں حضرت ابوالقاسم علی بن محسن بن علی بن محمد بن ابی الفہم تنوخی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (تاریخِ بغداد ج۱۲ ص ۱۱۵)

□......**ماہِ شعبان ۳۶۵ھ**: میں حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم بن نصرویہ بن سختام بن ہرثمۃ بن اسحاق بن عبداللہ بن اسکر بن کاک عربی سمرقندی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (تاریخِ بغداد ج۱۱ ص ۳۴۲)

□......ماہِ شعبان ۳۶۵ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن حسن بن یحییٰ بن یعقوب بن شعیب بزار حلوانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۹ ص ۴۳۸)

□......ماہِ شعبان ۳۶۷ھ: میں حضرت ابوطاہر محمد بن حسین بن محمد بن سعدون بزاز موصلی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ عراق کے شہر موصل میں پیدا ہوئے، اور ربیع الاول ۴۴۸ھ میں مصر میں آپ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۲ ص ۲۵۵)

□......ماہِ شعبان ۳۶۹ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن علی بن حسن مصری نقاش رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت ۲۸۲ھ میں ہوئی (طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۷۷)

□......ماہِ شعبان ۳۷۱ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن جعفر بن ہیثم رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ ابن الجبان کے نام سے مشہور تھے (تاریخِ بغداد ج ۱۲ ص ۱۰۲)

□......ماہِ شعبان ۳۷۲ھ: میں حضرت ابومنصور عباس بن فضل بن زکریا بن نضر ویہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۳۳۱)

□......ماہِ شعبان ۳۷۳ھ: میں حضرت ابوموسیٰ ہارون بن عیسیٰ بن مطلب بن ابراہیم بن عبدالعزیز بن عبیداللہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۱۴ ص ۳۴)

□......ماہِ شعبان ۳۷۵ھ: میں حضرت ابوالعباس محمد بن نصر بن احمد بن محمد بن مکرم معدل رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ قاضی مکرم بن احمد رحمہ اللہ کے بھتیجے تھے (تاریخِ بغداد ج۳ ص ۳۲۰)

□......ماہِ شعبان ۳۷۵ھ: میں حضرت ابوبکر یوسف بن قاسم بن یوسف بن فارس بن سوار میانجی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۳۶۳)

□......ماہِ شعبان ۳۷۶ھ: میں حضرت ابوزکریا یحییٰ بن مالک بن عائذ الاندلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۴۲۲، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۸۰، تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۱۰۰۴)

□......ماہِ شعبان ۳۷۷ھ: میں حضرت ابوطیب محمد بن جعفر بن زید رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (تاریخِ بغداد ج ۲ ص ۱۵۶)

□......ماہِ شعبان ۳۷۸ھ: میں حضرت ابوالقاسم حاتم بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حاتم تمیمی طرابلسی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۳۳۶)

□......ماہِ شعبان ۳۸۰ھ: میں حضرت ابونصر احمد بن حسین بن احمد بن مروان بن عبید بن ابی مروان

ضبی مروانی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۳۹۵)

□......**ماہِ شعبان ۳۸۱ھ**: میں حضرت ابونصر احمد بن حسین بن محمد بن حمویہ بن حسکو یہ نیشاپوری وراق رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۴۲۴)

□......**ماہِ شعبان ۳۸۴ھ**: میں حضرت ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمود سمنانی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ بغداد میں رہتے تھے(تاریخِ بغداد ج۴ص ۴۸۲)

□......**ماہِ شعبان ۳۸۴ھ**: میں حضرت ابوالفضل صالح بن احمد بن محمد بن احمد بن صالح بن عبداللہ بن قیس بن ہذیل بن یزید بن عباس بن احنف بن قیس رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۵۱۹، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۷۸، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۹۸۶)

□......**ماہِ شعبان ۳۸۴ھ**: میں حضرت ابومحمد عبیداللہ بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن بن منصور بن زیاد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابن الجرادی کے نام سے مشہور تھے(تاریخِ بغداد ج۱۰ ص ۳۷۰)

□......**ماہِ شعبان ۳۸۴ھ**: میں مشہور محدث شیخ الاسلام حضرت ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ الخسر وجری خراسانی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ امام بیہقی کے نام سے مشہور ہیں، اور حدیث کی کئی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں مثلاً:

السنن الکبریٰ، السنن الصغریٰ، شعب الایمان، فضائل الاوقات، دلائل النبوۃ وغیرہ۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۱۶۴، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۱۱۳۲)

□......**ماہِ شعبان ۳۸۶ھ**: میں حضرت ابواسحاق احمد بن شیخ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص۴۹۷)

□......**ماہِ شعبان ۳۸۶ھ**: میں حضرت ابواحمد عبیداللہ بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن جمیل اصبہانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۵۳۵)

□......**ماہِ شعبان ۳۸۷ھ**: میں فاتح ہند سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے والد اور مسلمانوں کے عظیم بادشاہ سبکتگین رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۵۰۰)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۰ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خلف رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(تاریخِ بغداد ج۸ص ۱۰۲)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۰ھ**: میں حضرت ابوالحسین محمد بن عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن ہارون دقاق

رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۵ ص ۴۶۹)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۲ھ:** میں حضرت ابوسہل نجیب بن میمون بن علی واسطی ہروی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۰ ص ۳۷)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۳ھ:** میں حضرت ابوغانم محمد بن یوسف ازرق بن یعقوب بن اسحاق بن بہلول بن حسان بن سنان تنوخی الانباری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۳ص ۴۱۱)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۳ھ:** میں حضرت ابوالقاسم علی بن محمد بن فضل بن میمون معدل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج۱۲ ص ۹۴)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۳ھ:** میں حضرت قاضی ابوخازم عبدالوہاب بن مکرم بن احمد بن محمد بن مکرم رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۱۱ ص ۸)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۵ھ:** میں حضرت ابونصر محمد بن احمد بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بخاری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ملاحمی کے نام سے مشہور تھے(تاریخِ بغداد ج۱ ص ۳۵۰)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۶ھ:** میں حضرت ابوعمرو محمد بن شیخ ابوالحسین احمد بن محمد بن جعفر بن محمد بن بحیر بن نوح بحیری نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۹۰،طبقات الحفاظ ج۱ ص ۸۵،تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۱۰۸۳)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۶ھ:** میں حضرت ابوبکر محمد بن احمد بن عبدوس بن احمد نیشاپوری نحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابنِ عبدوس کے نام سے مشہور تھے(سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۵۸)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۷ھ:** میں حضرت ابوالقاسم علی بن حسن بن احمد بن محمد بن عمر بن حسن رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ ابن المسلمہ کے نام سے مشہور تھے(تاریخِ بغداد ج۱۱ ص ۳۹۱)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۷ھ:** میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابراہیم مزکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص ۴۹۸)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۸ھ:** میں حضرت ابونصر مظفر بن نظیف بن عبداللہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بنوہاشم کے آزاد کردہ غلام تھے،اور غلامِ مرحب کے نام سے مشہور تھے(تاریخِ بغداد ج۱۳ ص ۱۲۹)

□......**ماہِ شعبان ۳۹۸ھ:** میں حضرت مشہور شاعر ابوالفرج عبدالواحد بن نصر بن محمد مخزومی نصیبی کی وفات ہوئی، آپ الببغاء کے نام سے مشہور تھے(سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۹۱ .تاریخِ بغداد ج۱۱ ص ۱۱)

اصلاحی خطاب

مفتی محمد رضوان

# حیاتِ دنیا کی حقیقت

وہ خطاب جو حضرت مدیر نے مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار، راولپنڈی میں مورخہ یکم/ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ بمطابق ۳۱/ مارچ ۲۰۰۶ء بروز جمعہ نماز جمعہ سے قبل فرمایا، اس بیان کو مولانا محمد ناصر صاحب سلمہٗ نے محفوظ اور مولانا محمد ابرار ستی صاحب نے نقل کیا (ادارہ......)

---

اَلْحَمْدُلِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِا للّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَصَفِیُّہٗ وَخَلِیْلُہٗ اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی ھٰذَاالنَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالرَّسُوْلِ السَّیِّدِالسَّنَدِ الْعَظِیْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّا بَعْدُ !فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم .

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌم بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ. کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا. وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَان وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (الحدید،الآیۃ۲۰) صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ ط

**معزز حضرات!** تلاوت کردہ آیت سورۃ حدید کی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی حقیقت کو ایک ایسے انداز میں بیان فرمایا ہے، جس کو سمجھ لینے کے بعد دنیا کی اصل حقیقت انسان پر ظاہر ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جو دنیاوی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے، وہ ترجمے سے ہی واضح ہے، چنانچہ فرماتے ہیں۔

خوب سمجھ لو، کہ اس دنیا والی زندگی کی حقیقت بس یہ ہے کہ وہ نام ہے کھیل کود کا، ظاہری سجاوٹ کا، تمہارے ایک دوسرے پر فخر جتلانے کا، اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنے کا۔ اس کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک بارش جس سے اُگنے والی چیزیں کسانوں کو بہت اچھی لگتی ہیں، پھر وہ (کھیتی) اپنا زور دکھاتی ہے پھر تم اس کو دیکھتے ہو کہ زرد پڑ گئی ہے، پھر وہ چورا چورا ہوجاتی ہے۔ اور آخرت میں (ایک تو) سخت عذاب ہے، اور

دوسرے )اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے،اور دنیا والی زندگی دھوکے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں دنیاوی زندگی کا جونقشہ کھینچا ہے،اور اس نقشہ کو بیان فرمانے میں جو ترتیب رکھی ہے،وہ ترتیب فطرت اور عقل کے بالکل عین مطابق ہے،کہ جس طرح سے انسان پیدا ہوتا ہے،اور اس دنیا میں زندگی گزارتا ہے،وہ نقشہ مثالوں کے ساتھ اس طرح کھینچا گیا ہے،کہ جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور یہ بات واضح رہنی چاہیئے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کو انسان ہی کی پیدائش مقصود ہے،اور دیگر چیزیں سورج،چاند وغیرہ اس انسان کی زندگی کے مقصد کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں،اس لئے انسان کے سامنے اللہ نے اس کی اپنی زندگانی کا خلاصہ ایک منفرد طریقہ سے بیان فرمایا ہے،وہ اس طرح سے کہ اگر انسان کی مکمل زندگی سامنے رکھی جائے،جس میں بچپن بھی ہو،جوانی بھی ہو،اور بڑھاپا بھی ہو،کیونکہ پوری انسانی زندگی تین زمانوں پر مشتمل ہوتی ہے،ایک بچپن کا زمانہ ہوتا ہے،دوسرا جوانی کا زمانہ ہوتا ہے،اور تیسرا بڑھاپے کا زمانہ ہوتا ہے،تو اس پوری زندگانی کی حالت کو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔چنانچہ سب سے پہلے فرمایا: ’’اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ‘‘
کہ خبردار ہوجاؤ اور جان لو کہ دنیا کی زندگی صرف ان آگے آنے والی چند چیزوں کے اندر منحصر ہے،یعنی دنیاوی زندگی کا خلاصہ آنے والی چند چیزیں ہیں۔

## بچپن کا زمانہ لہولعب پر مشتمل ہوتا ہے

دنیاوی زندگی کی پہلی حالت یہ بیان فرمائی کہ ’’لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ ‘‘یعنی یہ کھیل اور کود ہے،لعب اور لہو یہ دو عربی کے الفاظ ہیں،اور دونوں کے معنی کھیل اور کود کے آتے ہیں،ہماری زبان میں بھی لہو ولعب کا لفظ بولا جاتا ہے،جیسا کہ کہا جاتا ہے،کہ یہ کیا لہو کام کررہے ہو،یا کہا جاتا ہے،کہ کس لہو ولعب میں لگے ہوئے ہو،یعنی لہوولعب ایک بے کار اور فضول چیز کو کہا جاتا ہے،جس پر کوئی معقول ثمرہ اور فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔چنانچہ پیدائش کے بعد انسانی زندگی پر پیدا ہونے کے بعد پہلے ایسا زمانہ آتا ہے کہ اس کی زندگی کا یہ حصہ کھیل اور کود پر مشتمل ہوتا ہے۔

## لہوولعب کے معنیٰ

لعب اور لہو دونوں اگرچہ کھیل کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں،لیکن لعب اور لہو میں اگر فرق کیا جائے تو

تھوڑا سا فرق یہ ہوتا ہے، کہ لعب ایسے کھیل کو کہا جاتا ہے کہ جس سے کوئی فائدہ ہی پیشِ نظر نہیں ہوتا، یعنی ایسی چیز جس میں بالکل کوئی فائدہ ہی پیشِ نظر نہ ہو، اور لہو ایسے کھیل کو کہا جاتا ہے، جس میں اصل مقصد تو تفریح اور دل بہلانا، اور وقت گزری پیشِ نظر ہوتا ہے، مگر ضمناً کوئی ورزش وغیرہ کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے

## بچپن کی ابتدائی زندگی حرکاتِ لعبہ پر مشتمل ہوتی ہے

چنانچہ جب انسان کی پیدائش ہوتی ہے، اور بچہ دنیا میں آتا ہے، تو ابتداء میں اس کی حرکات لعب والی ہوتی ہیں، یعنی وہ عجیب غریب قسم کی حرکتیں کرتا ہے، لیکن ان حرکتوں کے کرنے سے اس کا کوئی فائدہ پیشِ نظر نہیں ہوتا اور وہ بھی نہیں سمجھ رہا ہوتا کہ میں یہ حرکت کیوں کر رہا ہوں، یہاں تک کہ دل بہلانا بھی مقصد نہیں ہوتا، اور اسے مقصد کا علم بھی نہیں ہوتا، بچپن کی حرکات ایسی ہوتی ہیں، جن کو لعب کہا جاتا ہے، اور وہ بے فائدہ اور فضول ہوتی ہیں، اور ان میں کوئی بھی فائدہ پیشِ نظر نہیں ہوتا۔

## بچپن کی ثانوی زندگی لہو پر مشتمل ہوتی ہے

اس کے بعد جب بچہ کچھ بڑا ہو جاتا ہے تو اس کی لہو والی حرکات شروع ہو جاتی ہیں، وہ ایسے کھیل کود میں مصروف ہو جاتا ہے کہ وہ ہوتا تو کھیل کود ہی ہے مگر اس سے اس کا مقصد تفریح اور دل بہلانا پیشِ نظر ہوتا ہے، بالکل ابتداء کی طرح بالکل بے مقصد نہیں ہوتا، اس کے باوجود وہ مقصد تفریح، دل بہلانے اور وقت گزاری سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، بہرحال جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے اس وقت تک وہ ایسے کاموں میں مشغول رہتا ہے، جو بے مقصد اور بے فائدہ ہوتے ہیں، اور اس کے بعد جب کچھ سمجھ داری پیدا ہو جاتی ہے تو وہ ایسے کام کرنے شروع کرتا ہے جن سے کوئی مقصد تو ہوتا ہے لیکن وہ مقصد تفریحِ طبع اور وقت گزاری ہوتا ہے۔

چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بچے ابتداء میں تو بالکل ہی بے فائدہ حرکات کرتے ہیں، اور جب کچھ سمجھدار ہو جاتے ہیں تو وہ اس طرح کی حرکات وسکنات میں مبتلا ہوتے ہیں، جن کی حیثیت وقت گزاری کی ہوتی ہے، مثلاً گاؤں دیہات کے رہنے والے بچے پانی کے کنارے چلے جاتے ہیں جہاں کچھ ریت وغیرہ ہو اور وہاں جا کر وہ ریت کے اندر گھر بناتے ہیں، اس طرح کہ اپنا پاؤں ریت میں رکھ لیتے ہیں، اور اوپر سے خوب زور سے دباتے ہیں اور جب ان کی نظروں میں وہ گھر خوب پختہ ہو جاتا ہے، تو آہستہ سے پاؤں نکال لیتے ہیں، اور اس کو وہ گھر سمجھتے ہیں، لیکن وہ تھوڑی دیر میں ختم ہو جاتا ہے، بہرحال وہ گھر تو ہے، لیکن

اس میں نہ تو کوئی رہ سکتا ہے،اور نہ اپنی کوئی رہائشی ضرورت پوری کرسکتا ہے۔

اسی طریقے سے پہلے زمانے میں بچے اور خاص طور پر بچیاں کپڑے اور روئی وغیرہ سے گڑیاں بنایا کرتے تھے،اور ان گڑیوں کے لئے گھر بھی بنائے جاتے تھے،اور ان گڑیوں میں نر و مادہ کا تصور بھی ہوتا تھا،اور پھر گڈے اور گڈیوں کے باہم فرضی نکاح بھی ہوا کرتے تھے،اور بارات بھی جایا کرتی تھی،اور گڑیوں کے گھروں کی زیب وزینت بھی کی جایا کرتی تھی،لیکن یہ ساری چیزیں ایسی تھیں کہ جن کا کوئی مفید مقصد نہیں تھا،کہ ذراسی دیر میں وہ گھر بنایا اور ذراسی دیر میں توڑ دیا گیا،ذراسی دیر میں گڈا اور گڈی کے نکاح وغیرہ کا معاملہ ہوا اور ذراسی دیر میں وہیں کا وہیں ختم بھی ہوگیا،نہ کوئی توالد وتناسل کا سلسلہ ہے،اور نہ ہی وہ مقاصد حاصل ہیں،جو ایک حقیقی انسان کو نکاح کر کے حاصل ہوتے ہیں۔

اسی طرح مثلاً آج کل گھروں میں بعض بچے کسی حصہ میں کپڑا،چادر وغیرہ باندھ کر اپنا چھوٹا سا فرضی گھر بناتے ہیں،اور اس کو اپنا گھر تصور کر کے دل بہلاتے ہیں،حالانکہ وہ پہلے سے اپنے اصلی گھر میں موجود ہوتے ہیں،اسی طرح آپ نے دیکھا ہوگا کہ بچوں کو گھروں میں کھیلنے کے لئے چھوٹا سا رکشہ لے کر دیا جاتا ہے،اور بچے ان کو چلاتے ہیں،اور بعض اوقات اپنے ساتھ کسی کو بٹھا لیتے ہیں،یا کچھ سامان وغیرہ رکھ لیتے ہیں،اور پھر سمجھتے ہیں کہ ہم سفر کر رہے ہیں،اور مسافر کو یا سامان کو ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل کر رہے ہیں،حالانکہ یہ سب فرضی کہانی اور فرضی تصورات ہوتے ہیں،تو یہ بچپن کا زمانہ جو کہ پوری انسانی زندگی کا تیسرا حصہ ہے،جو کہ اس لہو ولعب میں گذر جاتا ہے،اس آیت میں **لَعِبٌ** اور **لَهْوٌ** کہہ کر انسان کی اسی بچپن والی زندگی کو بیان فرمایا گیا ہے،جو کہ لہو ولعب پر مشتمل ہوتی ہے۔

## جوانی کی زندگی اور زینت وفخر

پھر جب بچپن کی زندگی ختم ہوتی ہے تو جوانی کا حصہ آجاتا ہے،اس جوانی کی زندگی کی کیا کیفیت اور کیا نوعیت ہوتی ہے،اس کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اگلے جملے میں اس طرح بیان فرمایا کہ:

وَزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌم بَيْنَكُمْ

''کہ دنیا نام ہے زینت یعنی ظاہری سجاوٹ و بناوٹ کا اور ایک دوسرے پر فخر جتلانے کا''

دنیا کے زینت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ یہ دنیا کی زندگی زینت اور دکھاوے اور ظاہری زیب وزینت کی چیز ہے۔اور پھر فرمایا کہ ایک دوسرے پر بڑائی جتلانے اور فخر ظاہر کرنے کی چیز ہے۔

## فخر ظاہر کرنے کا تعلق جوانی اور بڑھاپے دونوں سے ہیں

جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو اس کو ان چیزوں کا زیادہ اہتمام نہیں ہوتا کہ میرے بالوں کی کٹنگ کیسی ہے؟ اور میرے کپڑے کس نوعیت کے ہیں؟ اور اگر کوئی کسی وقت تھوڑا بہت ان چیزوں کے بارے میں سوچتا بھی ہے، تو وہ صرف دوسروں کو دیکھ کر حرص میں ایسا کرتا ہے، اور اسی وجہ سے بعض اوقات بچے فضول اپنے کپڑوں وغیرہ پر ضد کرنا شروع کردیتے ہیں، لیکن ان کا یہ مشغلہ نہیں ہوتا، مگر جب بچہ جوان ہوجاتا ہے، تو اب اس کو اپنی بچپن کی لعب اور لہو والی حرکات فضول معلوم ہونے لگتی ہیں، اور اب ان حرکات کے بجائے اس کو زیب وزینت کی فکر سوار ہوجاتی ہے، کہ اس کا لباس ایسا ہونا چاہئے جو بہت خوبصورت ہو، اور اس کے چلنے کا انداز ایسا ہونا چاہئے جو بہت خوبصورت اور مزین ہو، تو جوانی زیب وزینت کی نظر ہوجاتی ہے، اور انسان اپنی زندگی کا قیمتی حصہ بناؤ اور سنگار میں خرچ کردیتا ہے، اس کا طرزِ عمل اور سوچ وفکر کا محور یہ ہوتا ہے کہ میں سب سے زیادہ خوبصورت نظر آؤں، اپنے لباس کے اعتبار سے، اپنی نشست وبرخاست کے اعتبار سے یعنی اس عمر کے اندر زیب وزینت کا تقاضا ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے وہ مختلف انواع واقسام کی زیب وزینت اور فیشن کے رنگ ڈھنگ میں مشغول ہوتا ہے۔

اور اس طرح جوانی میں بڑیں مارنے کا بھی شوق ہوتا ہے، جوان آدمی گیدڑ بھبکیاں بہت مارتا ہے، اپنے آپ کو تیس مارخان اور بہت طاقتور سمجھتا ہے۔

خلاصہ یہ جوانی میں آدمی زیب وزینت اور بڑائی کے نشہ میں مست اور دیوانہ ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے بعض اللہ والوں نے فرمایا کہ ''جوانی دیوانی ہوتی ہے''

## بڑھاپے کی زندگی اور ایک دوسرے پر بڑائی جتلانا

پھر اللہ تعالیٰ نے تیسری حالت کا نقشہ اس طرح کھینچا کہ: ''وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ''

کہ دنیا مال اور اولاد کے اندر ایک دوسرے کے اوپر فوقیت جتلانے والی چیز ہے، ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر مال اور دولت واولاد کو ظاہر کرنے والی چیز ہے۔

جب جوانی ڈھلنا شروع ہوجاتی ہے، تو اپنی بچپن کی اور اس کے بعد جوانی کی حرکات فضول اور لایعنی معلوم ہونے لگتی ہیں، اور اب وہ مال واولاد کے اندر تکاثر شروع کردیتا ہے، کہ مال زیادہ سے زیادہ اکٹھا کرے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب انسان بوڑھا ہوجاتا ہے تو اس کی خواہشات جوان

ہونا شروع ہوجاتی ہیں، اس کی امنگیں اور طولِ امل (لمبی امیدیں) یہ جوان ہونا شروع ہوجاتی ہیں، اور وہ خود بوڑھا ہو جاتا ہے، لمبی لمبی امنگیں بڑھ جاتی ہیں اور اس کے ذہن میں ایک لمبی زندگی کا تصور قائم ہوجاتا ہے، چنانچہ جب بڑھاپا آتا ہے تو انسان کو مال اور دولت کی کثرت کی فکر رہتی ہے، اسے یہ خواہش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مال اس کے پاس جمع رہے، اس عمر میں آکر انسان اپنی اولاد کی کثرت کے اظہار کو بھی پسند کرتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے، کہ میری اتنی اولادیں ہیں، گویا کہ بڑے میاں ہوکر مال کی بہتات، اور اولاد کی کثرت اور قوت اور اپنی اولاد کے ہنر، عہدوں اور منصوبوں پر فخر کرنا سرمایۂ زندگی اور بڑا مقصد بن جاتا ہے، تو اس طرح پوری زندگی اسی کشمکش میں گذر جاتی ہے، بچپن لہو لعب میں گزر جاتا ہے، اور جوانی زیب وزینت اور بناؤ سنگار اور فخر وتفاخر کے نشہ میں گزر جاتی ہے، اور بڑھاپا مال ودولت کو اکھٹا کرنے اور اولاد کی کثرت اور ان کی تعلیم اور عہدوں کے بڑھانے میں گزر جاتا ہے۔

یہاں تک کہ پھر بڑھاپے کی تکلیفیں شروع ہوجاتی ہیں، اور انسان کمزوری، اضمحلال اور فنائیت کی طرف جانا شروع ہوجاتا ہے، اور پھر ایک دن خاک میں مل جاتا ہے، اور ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے۔

## دنیاوی زندگی کی مثال

پھر اللہ تعالیٰ نے اس دنیاوی زندگی کو ایک عجیب وغریب مثال سے واضح فرمایا، اور وہ مثال انسان کی پوری زندگی پر مکمل منطبق ہوتی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں ''کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُهٗ '' یعنی اس دنیاوی زندگی کی مثال بارش کی سی ہے، کہ جب بارش پڑتی ہے تو کھیتی باڑی کرنے والوں کو اس کی پیداوار بہت اچھی لگتی ہے، چنانچہ جب بارش آسمان سے پڑتی ہے، اور فصل کو لگتی ہے، تو اس سے فصل بڑی خوبصورت اور ہری بھری معلوم ہوتی ہے، اور بڑی دیدہ زیب اور مزین معلوم ہوتی ہے۔

**ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا** پھر اس کے بعد وہ اپنا زور (شادابی کا جوبن وعروج) دکھاتی ہے، لیکن پھر تم اس کو دیکھتے ہو، کہ وہ زرد پڑ گئی اور زور زائل ہونے لگا، جب اپنے کمال کو پہنچ گئی تو زوال شروع ہوگیا، ایک وقت تھا کہ وہ ہری بھری تھی پھر اس کے بعد وہ کمزور پڑ جاتی ہے اور زرد نظر آتی ہے، پیلی ہوجاتی ہے اور بے جان معلوم ہونے لگتی ہے، جس وقت وہ ہری بھری تھی اس وقت وہ بہت زیادہ خوبصورت اور مزین معلوم ہورہی تھی، اور اس میں جان بھی معلوم ہورہی تھی، اور اس کے بعد وہ فصل خشک ہوجاتی ہے، تو اس وقت وہ بالکل پیلی اور زرد نظر آتی ہے، اور اس کی ظاہری صورت بھی بھلی اور اچھی معلوم نہیں ہوتی، جتنی

اس کے ہرا بھرا ہونے کی حالت میں نظر آتی تھی، اور جتنی لہلہاتی ہوئی معلوم ہورہی تھی اوراس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کوئی زندہ جاوید چیز ہے، لیکن اب بالکل مردہ معلوم ہوتی ہے۔

لیکن ابھی بھی اس کی بنیاد ہوتی ہے، کہ اس کا وجود ہوتا ہے، اسی طریقہ سے جب جوانی کا زمانہ ہوتا ہے، تو زندگی بڑی خوبصورت اور ہری بھری معلوم ہوتی ہے، پھر جب جوانی کا زمانہ گزر جاتا ہے، تو ہریالی بھریالی اور چمک دمک ختم ہوجاتی ہے، اور انسان بیماریوں، اور کمزوریوں کا شکار ہوتا ہے، اور بڑھاپے میں آ کر انسان کے اعضاء اور ظاہری قوت کمزور پڑ جاتی ہے۔

مگر بات ابھی مکمل نہیں ہوئی، مثال ابھی باقی ہے، جب فصل زرد ہوجاتی ہے، اور مکمل ہوجاتی ہے تو اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ وہ سنئے، فرماتے ہیں ''ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا''

کہ پھر وہ کھیتی ریزہ ریزہ ہوجاتی ہے، کہ اس میں سے بیج الگ کردیا جاتا ہے، اور اس میں سے بھوسہ الگ کردیا جاتا ہے، اگر اس کو آگ لگائی جائے تو اس کو بہت تیزی سے جلا کر راکھ بنادیتی ہے، اس میں کوئی پائیداری نہیں ہوتی، اور وہ پھوس نہ معلوم ریزہ ریزہ ہوکر کہاں کہاں پھرتا ہے، کہ اس کا ایک ذرہ کہیں ہے اور دوسرا کہیں۔

اسی طرح سے جب انسان بڑھاپے کی عمر مکمل کرکے اور تیار فصل کی طرح کمزور ہوکر فوت ہوجاتا ہے اور دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے، تو یہ بھی مٹی میں مل جاتا ہے اور ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے، اور انسانی جسم وبدن کے جو عناصر ہیں وہ اپنے اپنے مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔

انسان چار عناصر سے مرکب ہے یعنی آگ، پانی، مٹی اور ہوا، اور جو عنصر انسان میں غالب اور زیادہ مقدار میں ہے وہ مٹی کا ہے، اس لئے انسان مٹی کی جنس ضرور بنا کرتا ہے، چاہے اس کو جلا دیا جائے، پانی میں بہا دیا جائے، یا اسے کوئی درندہ کھالے، یا کچھ بھی ہو، لیکن جو عنصر مٹی والا ہے اس نے مٹی میں ضرور آنا ہے، چاہے وہ کسی درندے کا پیشاب، پاخانہ اور غلاظت بن کر اپنے مرکز میں آئے، یا دفن کرنے کی صورت میں اپنے مرکز پر آئے، یا جلانے کے بعد راکھ بن کر اپنے مرکز پر آئے، بہرحال اس کا جو عنصر مٹی والا ہوتا ہے، وہ مٹی میں پہنچ جاتا ہے، اور اس کے ساتھ روح کا تعلق قائم رہتا ہے، اور وہ برزخ کی راحت وتکلیف کو محسوس کرتا ہے۔

یہ مثال دینے کے بعد آگے اللہ تعالیٰ نے آخرت کا معاملہ شروع فرمایا، اور بتلایا کہ یہ سب کچھ تو دنیا کے اعتبار سے تھا، اب آخرت میں سنو کہ کیا ہونے والا ہے؟ فرمایا:

وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ

کہ آخرت کے اندر ایسے لوگوں کے لئے جو دنیا کو کھیل کود اور اس کو ایک دوسرے پر تفاخر وتکاثر کی چیز بناتے ہیں، تو ایسے لوگوں کے لئے اولاً تو دنیا میں ہی ان کا سارا کا سارا کھیل کود ختم ہو جاتا ہے، کہ وہ تکاثر اور تفاخر جو دنیا میں ایک دوسرے پر مال واولاد کے اعتبار سے کیا جاتا تھا وہ سارا دنیا میں ہی دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے، پھر آخرت میں جو معاملہ ان لوگوں کے ساتھ پیش آنے والا ہے وہ بڑا خطرناک ہے، جس کو عذابِ شدید سے تعبیر فرمایا، یعنی ان کو شدید عذاب ہوگا۔

اور اس کے برخلاف جو لوگ دنیاوی زندگی کو کھیل تماشا نہیں بناتے اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد اور ایک دوسرے پر فوقیت جتلانا اور اپنی چیزوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا وغیرہ جیسے طرزِ عمل کو اختیار نہیں کرینگے بلکہ اس دنیاوی زندگی کے نتائج پر غور کرینگے، اور دنیا کی حقیقت کو سمجھ جائیں گے، تو ان کے لئے عذاب نہیں، بلکہ مغفرت ہے، چنانچہ فرمایا کہ: ''وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ''

کہ ایسے لوگوں کو اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی حاصل ہوگی۔

## دنیا کی زندگی کا دھوکہ اور ہماری حالت

دنیا کی حقیقت اور اس کو مثال سے واضح فرما کر آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے دوبارہ دنیا کی ظاہری چمک ودمک اور دھوکہ کھانے سے روکنے اور متنبہ کرنے کے لئے فرمایا کہ:

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْر

اور دنیاوی زندگی دھوکے کے سامان سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔

بچپن کی زندگی کھیل کود کے حوالے سے دھوکے میں مبتلا کرتی ہے، اور جوانی کی زندگی زیب وزینت، بناوٹ اور اتراہٹ کے حوالے سے انسان کو دھوکے میں مبتلا کرتی ہے، اور بڑھاپے کی زندگی مال اور اولاد کو بڑھانے اور دوسروں کے سامنے جتلانے کے اعتبار سے دھوکے کا سامان بن جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دھوکہ دینے والی اس چیز سے آگاہ کر دیا، تاکہ یہ انسانوں کو دھوکہ دینے کا ذریعہ نہ بن جائے، اور انسان کو دائمی اور ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا نہ کر دے، اگر انسان اس کے دھوکے سے آگاہ ہو جائے تو پھر وہ آنے والے ہمیشہ کے عذاب سے بچ سکتا ہے، اور اس آنے والی حقیقی زندگی کو بامقصد اور بامعنی بنا سکتا ہے، اور آجکل کے معاشرے کو دیکھا جائے تو ہمارا نہ صرف بچپن کھیل کود میں ضائع ہو رہا

ہے، بلکہ جوانی بھی کھیل کود کی نظر ہورہی ہے، اور بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر ہمارے بڑھاپے کی زندگی بھی کھیل کود کے معاملات کی نظر ہورہی ہے، کہ دنیا میں ہر طرف کھیل، تماشے کے پروگرام مروج ہیں، اور پوری زندگی کھیل تماشا بنی ہوئی ہے، کھیل کی خاطر پیسہ اور وقت سب کچھ قربان ہورہا ہے، پورا پورا دن اور رات کھیلوں کے تماشے میں گزر رہی ہے، کھیل کود کی خاطر لمبے لمبے سفر ہورہے ہیں، ملک کے اجتماعی فنڈ کا بڑا حصہ کھیل تماشے پر خرچ ہورہا ہے، اور دنیا اس کھیل، تماشے کی خاطر پاگل بنی ہوئی ہے، اس پر جوے لگ رہے ہیں، دعوتیں ہورہی ہیں، مٹھائیاں تقسیم ہورہی ہیں، بلکہ لڑائی جھگڑا، قتل وغارت گری اور ہلاکتیں بھی ہورہی ہیں، اس سے زیادہ زندگی کو کھیل تماشہ بنانے کا عالَم اور کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائیں۔

مگر آج ہمیں یہ باتیں سمجھ نہیں آ رہیں، بلکہ کڑوی معلوم ہورہی ہیں، موت کے بعد سب سمجھ آجائے گا۔
جیسا کہ جب کوئی شخص جوان ہوجاتا ہے تو اس کو جوانی کے بعد اپنی بچپن والی حرکتیں فضول معلوم ہونے لگتی ہیں، لیکن بچوں کو آپ لاکھ سمجھاتے رہیں کہ ان فضول کاموں میں نہ لگیں مگر وہ ان کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، لیکن جب وہ جوان ہوں گے تو ان کو خود ہی وہ اپنی حرکات فضول محسوس ہونا شروع ہوجائیں گی اسی طرح دنیا کے دھندوں میں مشغول رہنے والوں کو آخرت میں پہنچ کر اپنی دنیا کی یہ ساری حرکات فضول اور لایعنی محسوس ہوں گی۔

اور وہ خود ہی انہیں حماقت پر محمول کرنا شروع کردیں گے، چنانچہ ہم میں سے ہر شخص اپنے بچپن کے کاموں پر غور کرسکتا ہے، کہ وہ بڑے ہونے کے بعد اب اسے کس قدر فضول معلوم ہوتے ہیں، کیونکہ اب آنکھیں کھل گئیں ہیں، اور اپنے بچپن کے ان کاموں کی حقیقت معلوم ہوگئی ہے، تو ترقی کی پہچان یہ ہے، کہ اپنی تنزلی کو پہچان جائیں، جس طرح بڑے ہوکر اپنے بچپن کے لہولعب کے کاموں کو فضول سمجھنا ترقی کی دلیل ہے، مگر ہماری حالت تو بچوں سے بھی بدتر ہوگئی، کہ بڑے اور جوان ہونے کے باوجود بھی آج کھیل کود میں مبتلا ہیں، چنانچہ آج کل کھیل کود کے شعبے اتنے عام ہوتے جارہے ہیں کہ جوانوں اور بوڑھوں کے لئے بھی کھیلنے والی چیزیں بن گئیں ہیں،، حالانکہ یہ کھیل کود کے شعبے بچوں کے لئے تھے، اور پھر اوپر سے ان کھیلوں کو تفریح کا نام دے دیا گیا، حالانکہ اگر تفریح کرنی ہی تھی، تو اس قسم کی ہوتی، مثلاً یہ کہ تیراندازی کی جاتی، گھوڑے دوڑائے جاتے، یا آپس میں ایک دوسرے سے آگے دوڑنے کی کوشش کی جاتی، ان چیزوں سے صحت میں ترقی ہوتی ہے، اور ان سے مخالفین اور دشمنوں کے خلاف تیاری

بھی ہوتی ہے،مگرافسوس کہ ان چیزوں میں تو ہم بہت پیچھے ہیں،اور جو چیزیں فضول اور مہمل ہیں ان کے اڈے قائم ہورہے ہیں، بلکہ ہر ہر گھر کھیل کود کا اڈا بنتا جارہا ہے،چنانچہ جو پروگرام آج کل کھیل وغیرہ کے ٹی وی وغیرہ پر آرہے ہیں وہ لہوولعب میں سے ہیں،صبح سے شام تک دیکھتے ہیں،مگر نہ صرف یہ کہ اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے، بلکہ گناہوں کے گٹھڑ کی صورت میں اپنے سر پر بہت بڑا وبال بھی جمع کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح آجکل ایک دوسرے سے غب شپ لڑانا اور بے مقصد کاموں کے لئے مجلس آرائیاں اور باتیں اور غیبتیں کرنا بھی عام ہے،اِدھراُدھر کی باتیں کرنا،فضول دائیں بائیں کی باتیں کرنا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر سیاسی تبصرے کرنا، بلکہ سب سے زیادہ سستا کام یہی ہے،جس پر چاہے اٹھا کر فتویٰ لگادیا،اور جس کو چاہے،ملزمِ عیب ٹھہرادیا،اور سب سے مشکل کام اپنی اصلاح کرنا اور اپنے آپ کو درست کرنا ہے، اس کے لئے ہماری جدوجہد نہیں ہوتی،لیکن اس کے مقابلہ میں دوسروں کے جتنے مرضی عیب نکلوا لئے جائیں،اس کے لئے ہروقت تیار ہیں۔

اسی طرح آج کل لوگوں زیب وزینت کی فکر ہے،چنانچہ دیکھ لیجئے کہ یہی فکر ہے، کہ میرے کپڑے اس طرح ہونے چاہئیں،اس طرح سے ان کی سلائی ہونی چاہئے ،اس طرح کا رنگ ہونا چاہئے، بالوں کی کٹنگ اس طرح سے ہونی چاہئے،اور بالوں میں مانگ پٹی اس طریقے سے ہونی چاہئے،گھروں کی زیب وزینت اس طرح کی ہونی چاہئے ،میری سواری اس طرح کی ہونی چاہئے،اگر ایک گھر بنا ہوا ہے،اور آرام دہ ہے،تو پھر بھی خواہ مخواہ دوسرے کی سوجھتی ہے،اور اگر ایک گھر پہلے سے کسی طرح بنا ہوا ہے،اور صحیح ہے،مگر بلا وجہ اس کو توڑ کر دوسری طرح مروّجہ فیشن کے مطابق بنوانے کی فکر ہے۔

اگر گھر میں ایک طرح کی ٹائلیں لگی ہوئی ہوں تو انہیں اتروا کر دوسری قسم کی ٹائلیں لگوادی جاتی ہیں،اور پہلے والی ضائع کردی جاتی ہیں،یہ سب وہی زینت اور تفاخر بلکہ اس سے بڑھ کر لہوولعب ہے،اور بچوں کے کھیل کی طرح ہے،کہ وہ گڑیوں سے کھیلتے ہیں،اور گڈے اور گڈی کا شادی بیاہ بھی کرتے ہیں،اور دریا کے کنارے جا کر ریت کا گھر بناتے ہیں،اور تھوڑی دیر کے بعد سب کچھ توڑ پھوڑ کر کھیل ختم پیسہ ہضم؛ بھول بھلا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیاوی زندگی کے بارے میں فرمایا کہ اس کو بامقصد بناؤ،اور اس دنیاوی سامان کو اپنے دھوکے کا ذریعہ نہ بناؤ،اور یہ سوچو کہ جس کام کو میں اختیار کرنے جارہا ہوں، یہ مجھے کسی اچھی منزل کی طرف لے جارہا ہے،یا بری منزل کی طرف لے جارہا ہے،اگر مثلاً کسی مسافر کو معلوم ہوجائے کہ جس

راستے پر میں سفر کر رہا ہوں اس راستے پر میری منزل نہیں آئے گی، بلکہ اس راستے پر ہلاکت آئے گی، کہ مثلاً یہ کہ ڈاکو سواری بھی چھین لیں گے، اور زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں گا، اور یہ سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود پھر اسی راستہ کے سفر کو اختیار کرے، تو ایسا شخص ہرگز بھی دنیا کے اعتبار سے عقل مند شمار نہیں ہوتا، کیوں کہ اس کا سفر تو ہو رہا ہوتا ہے، لیکن بے مقصد بلکہ ہلاکت کا سفر ہو رہا ہوتا ہے، اس سفر سے بہتر تھا کہ وہ یہ سفر ہی نہ کرتا۔ اور دوسرا وہ شخص ہے جو ایسا سفر کر رہا ہو جو صحیح سمت میں ہو، اور وہ سفر اس کو منزل تک پہچانے والا ہو تو ایسا سفر کرنے والا عقل مند شمار ہوتا ہے۔

## دینا میں ہر شخص سفر میں ہے

تو یہ دنیاوی زندگی دراصل ایک سفر ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے، اور اس اعتبار سے ہر شخص سفر میں ہے، کوئی اگر چاہے کہ میں سفر نہ کروں تو ایسا ناممکن ہے، کیونکہ زندگی گزرتی جارہی ہے، اور سفر جاری ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

چپکے چپکے رفتہ رفتہ، دم بدم    ہو رہی ہے، عمر مثلِ برف کم

یہ زندگی تو اپنے آپ ہی گھلتی رہتی ہے، اس کو اپنے اختیار سے خرچ اور صَرف کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی، یہ خود بخود خرچ ہوتی رہتی ہے، جیسا کہ ایک واقعہ ہے کہ ایک صاحب جو ہندوستان کے کسی دیہاتی علاقہ سے کسی بڑے شہر میں گئے تھے، انہوں اپنے چند دوستوں کے ہاتھوں برف کو اچھے طریقے سے محفوظ کر کے اپنے گھر بھجوایا تا کہ وطن تک پہنچ جائے، اور چند دن بعد انہوں نے خود بھی اپنے گھر آنا تھا، تو گھر والوں نے سوچا کہ یہ تو کوئی بہت ہی قیمتی تحفہ ہے، اس لئے جب وہ خود آجائیں گے تو ان کے ساتھ بیٹھ کر اسے استعمال کریں گے، اس لئے انہوں نے اس کو بہت ہی محفوظ طریقے پر سنبھال کر رکھ دیا جب دو چار دن بعد وہ صاحب خود تشریف لائے تو انہوں نے پوچھا کہ ہم نے ایک تحفہ بھیجا تھا آپ کے لئے، اس کا کیا بنا؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ تو اسی طرح رکھا ہوا ہے، ہم نے سوچا کہ جب آپ آجائیں گے، تو آپ کی موجودگی میں ہی اس کو استعمال کریں گے، اس طرح ساتھ مل کر استعمال کرنے سے زیادہ لذت آئے گی، اس لئے ہم نے اس کو جُوں کا تُوں محفوظ رکھ دیا تھا، اور ابھی تک اسی طرح رکھا ہوا ہے، تو انہوں نے کہا کہ یہ آپ نے کیا کِیا؟ وہاں جا کر دیکھو، جب جا کر دیکھا گیا تو کچھ بھی نہیں تھا، تو جس طرح برف کو محفوظ رکھا گیا لیکن اس کے باوجود خرچ ہو گیا، اسی طرح زندگی کا معاملہ ہے، کہ وہ بھی وقت گزرنے کے

ساتھ ختم ہوتی رہتی ہے، خواہ کسی کی زندگی ہو، انبیاء علیہم السلام کی زندگی ہو، یا اولیاء کرام کی زندگی ہو، یا ایک عام مومن کی زندگی ہو، یا فاسق فاجر کی زندگی ہو، یا کافر کی زندگی ہو، ہر ایک کی زندگی گزرتی ہے، اور سفر میں رہتی ہے، اس سفر سے کوئی اپنے آپ کو روک نہیں سکتا۔

## آخرت کے سفر کا رُخ صحیح کیجئے

لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ کوئی اس سفر میں صحیح سمت میں جا رہا ہے، اور کوئی غلط سمت میں جا رہا ہے، اور کوئی صحیح منزل پر پہنچنے والا ہے، اور کوئی غلط منزل میں، اور اگر غور کیا جائے تو ہم جس منزل سے آئے تھے، اسی منزل کی طرف سفر کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں، چنانچہ ہمارے جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں پیدا فرمایا تھا، دنیا میں پیدا نہیں فرمایا تھا، اسی حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت سے آدمی کا نام آدمی رکھا گیا، یعنی آدم والا، تو معلوم ہوا کہ ہماری اصل منزل تو جنت تھی، ہم وہاں سے سفر کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے، کہ تم اس منزل سے جاؤ اور واپس مڑ کر آؤ، اب یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا ہر شخص وہیں جا رہا ہے، یا ایسی جگہ جا رہا ہے جو اس کی منزل نہیں تھی، یعنی جہنم کی طرف، ظاہر ہے کہ دوزخ تو منزل نہیں تھی، کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو دوزخ میں نہیں پیدا کیا گیا تھا، بلکہ جنت میں پیدا کیا گیا تھا، اور آدمی ہونے کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ کون اس منزل کی طرف سفر کر رہا اور صحیح راستے پر رواں دواں ہے، اور کون اس منزل سے ہٹ کر سفر کر رہا ہے۔

یاد رکھئے کہ دنیا منزل نہیں، بلکہ سفر ہے، اور اصل مقصود سفر نہیں ہوا کرتا، بلکہ سفر سے منزل مقصود ہوا کرتی ہے، ہر سفر کا مقصد منزل ہوا کرتی ہے، اور جس سفر سے منزل حاصل نہ ہو اس کو سفر کہنا ہی صحیح نہیں، ایسا سفر، دراصل سفر کہلانے کا مستحق نہیں، کہ اس میں سفر تو ہو رہا ہو اور منزل حاصل نہیں ہو رہی ہو، کہ یہ سفر تو ہو رہا ہے لیکن اس سفر کو سفر کہنا درست نہیں کیونکہ اس سفر سے منزل حاصل نہیں ہو رہی، اب دیکھنا یہ ہے کہ کون اس دنیا کے سفر ذریعہ سے اپنی جنت والی منزل کو پانے والا ہے، اور کون منزل سے دور ہونے والا ہے، اور اتنا دور ہونے والا ہے کہ جنت کے برخلاف دوزخ کی طرف سفر کر رہا ہے؟

ہم میں سے ہر شخص اپنے اعمال کا جائزہ لے کر اور اپنی حالت کا مراقبہ کر کے یہ فیصلہ بآسانی کر سکتا ہے۔

دعا فرمایئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ دنیاوی زندگی کے مقصد کو سمجھنے اور اسے کھیل کود اور زیب و زینت اور تفاخر و تکاثرِ اموال و اولاد میں خرچ کر کے ضائع کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Idara Ghufran

**بسلسلہ: فقہی مسائل** (نمازکےاحکام:قسط۱۱) مفتی محمد امجد حسین

# نماز کے واجبات

**(۱)**......تکبیرِ تحریمہ کا خاص **اللہ اکبر** کے لفظ سے ہونا(اس کے ہم معنیٰ کوئی اور لفظ جیسے **اللہ اعظم** یا **اللہ اجل** وغیرہ کہنا ترکِ واجب کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہوگا)

**(۲)**......اتنی دیر قیام کرنا جتنی دیر میں قرأت کی واجب مقدار (سورہ فاتحہ کے ساتھ چھوٹی تین آیتیں یا ان تین کے بقدر ایک بڑی آیت) پڑھی جاسکے۔ [۱]

**(۳)**......فرض نماز میں فرض و واجب قرأت کے لئے پہلی دو رکعتوں کا متعین کرنا(اس کی قدرے تفصیل پیچھے قرأت کے بیان میں بھی گزری ہے کہ فرض نماز میں دو رکعتوں میں قرأت کرنا بلاتعیین فرض ہے، پھر ان دو رکعتوں کا پہلی اور دوسری رکعت ہونا واجب ہے)

**(۴)**......سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور وتر، سنت و نفل نمازوں کی سب رکعتوں میں واجب ہے۔ [۲] (صرف فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں فاتحہ پڑھنا سنت ہے واجب نہیں)

**(۵)**......فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور وتر، سنت، نفل کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی چھوٹی سے چھوٹی سورۃ، یا تین چھوٹی آیتیں یا ان کے برابر ایک بڑی آیت پڑھنا(واجب ہے)

**(۶)**......سورۃ فاتحہ کا سورۃ سے پہلے پڑھنا، پس اگر فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں یا باقی نمازوں میں فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور سورۃ پڑھ لی پھر اس کو یاد آ گیا تو پھر فاتحہ پڑھے اور اس کے بعد واجب کی حیثیت سے دوبارہ سورۃ ملائے کیونکہ فاتحہ و سورۃ میں ترتیب واجب ہے پہلے فاتحہ پھر سورۃ حتیٰ کہ اس مذکورہ صورت میں فاتحہ بھول کر سورۃ پڑھی اور رکوع بھی کرلیا تب بھی دوبارہ فاتحہ اور سورۃ ترتیب سے پڑھ کر پھر رکوع کرے۔

---

[۱] گونگا، اُمی (شرعی و فقہی اصطلاح کے مطابق امّی نہ کہ عوام کی اصطلاح کا اُمّی) یا وہ مقتدی جو رکوع میں آ کر امام کے ساتھ شامل ہو ان پر قیام کی کوئی مقدار بھی واجب نہیں۔

[۲] فرض کی پہلی دو رکعتوں میں (یا ان میں سے کسی ایک میں) بھولے سے سورۃ پڑھی اور فاتحہ نہ پڑھی تو اخیر کی دو رکعتوں میں (یا ایک رکعت میں) اس چھوٹی ہوئی فاتحہ کا اعادہ نہ کرے (کہ مثلاً ان پچھلی رکعتوں میں دو دفعہ فاتحہ پڑھنے لگ جائے) بلکہ ترکِ واجب کی وجہ سے آخر میں صرف سجدہ سہو کرے اور اگر ان پہلی رکعتوں میں فاتحہ پڑھی اور سورۃ ملانا بھول گیا تو اخیر کی رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ دونوں پڑھے، اور اگر امام سے عشاء کی نماز میں ایسا ہوا ہو تو وہ اس فاتحہ اور سورۃ کو جہراً یعنی اونچی آواز سے پڑھے اور آخر میں سجدہ سہو بھی کرے گا۔

Idara Ghufran

**(۷)**......فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں (اور باقی نمازوں کی ہر رکعت میں) سورۃ سے پہلے فاتحہ صرف ایک ہی دفعہ پڑھنا واجب ہے، اس سے زیادہ پڑھے گا تو سورۃ ملانے میں تاخیر ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اور اگر سورۃ ملانے کے بعد دوبارہ فاتحہ پڑھی تو سجدہ سہو لازم نہ ہوگا [۱]

(کیونکہ یہ فاتحہ سورۃ پڑھنے کے بعد ہونے کی وجہ سے عمومی قرأت کا جزء بن جائیگا اور قرأت کی زیادہ سے زیادہ مقدار متعین نہیں کہ اس سے زیادہ قرأت کرنے سے نماز میں خلل وفساد آجاتا ہو)

**(۸)**...... جو عمل ہر رکعت میں دو دفعہ ہوتا ہے (جیسے کہ سجدہ) یا تمام نماز میں مکرر ہوتا ہے (جیسا کہ عدد رکعات) تو ان میں ترتیب واجب ہے (کہ درمیان میں کوئی اور عمل حائل اور فاصل نہ بنے) اگر اس ترتیب کی رعایت نہیں کرے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا (کیونکہ واجب میں کمی بیشی، تبدیلی وغیر پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے) مثلاً کسی رکعت میں صرف ایک سجدہ کیا دوسرا بھول گیا پھر اسی نماز کی کسی اور رکعت میں (یعنی سلام پھیرنے سے پہلے کسی بھی موقع پر یا سلام پھیرنے کے بعد بھی خواہ ہو لیکن بات چیت کرنے اور قبلہ سے سینہ پھرنے یا کوئی بھی عمل کثیر کرنے سے پہلے ہو) اس کو ادا کیا تو آخر میں سجدہ سہو بھی کرلے تو نماز صحیح ہوجائے گی۔ [۲]

اسی طرح مسبوق امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب کھڑا ہوتا ہے تو پہلی رکعت سے ترتیب وار پڑھنا شروع کرتا ہے جو اس سے چھوٹ گئی ہوتی ہیں اگر عدد رکعات میں ترتیب واجب نہ ہوتی تو نہ مسبوق کے لئے اسکی پابندی ضروری ہوتی اور نہ ایک رکعت کی بجائے دوسری میں سورۃ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا)

**(۹)**......قومہ کرنا (رکوع سے اُٹھ کر سیدھا اطمینان کے ساتھ کھڑا ہونا صحیح قول کی بناء پر یہ بھی واجب ہے)

**(۱۰)**......سجدہ میں پیشانی کے اکثر حصہ کا لگانا (کچھ حصہ لگنا فرض ہے، اکثر حصہ پیشانی کا سجدہ میں زمین وغیرہ پر لگنا واجب ہے جیسا کہ پیچھے سجدہ کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے اور پیشانی کی حدود اربعہ یہ ہیں۔ ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک اور بھوؤں سے سر کے بال اُگنے کی جگہ تک)

---

[۱] احسن الفتاویٰ ۴/۴۹۔ اس میں مبتلا ہونے کی ایک صورت تراویح میں پیش آجایا کرتی ہے وہ یوں کہ تراویح میں فاتحہ کے بعد قرأت کرتے کرتے سجدہ تلاوت آجائے، امام سجدہ تلاوت کرکے اُٹھے تو اب اسے وہیں سے آگے قرأت شروع کرنی ہوتی ہے جہاں سجدہ آیا تھا لیکن اگر وہ سجدہ تلاوت کر کے جب اُٹھے تو بھولے سے سورۃ فاتحہ دوبارہ پڑھ بیٹھے تو اس صورت میں اس پر سجدہ سہو نہیں ہے کیونکہ یہ فاتحہ خود قرأت کے ضمن میں واقع ہوجانے کی وجہ سے قرأت ہی کا حصہ اور جزء بن جائے گا۔ فتدبر۔

[۲] اور عدد رکعات میں ترتیب کا وجوب اس سے واضح ہے کہ مثلاً فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سے کسی رکعت میں یا دونوں میں سورۃ نہ ملائی تو پچھلی رکعتوں میں سورۃ ملانے کے باوجود سجدہ سہو کریں گے، اگر ترتیب واجب نہ ہوتی تو خواہ پہلی دو رکعتوں میں سورت ملاتا یا آخری دو رکعتوں میں، یا پہلی اور تیسری یا دوسری اور چوتھی رکعت میں، غرضیکہ ان سب طریقوں پر عمل جائز ہوگا۔

**(۱۱)**......جلسہ میں بیٹھنا (دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان کے ساتھ بیٹھنا۔ یہ بھی صحیح قول کے مطابق واجب ہے)

**(۱۲)**......تعدیل ارکان (یعنی رکوع، سجدہ، جلسہ، قومہ کو اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کرنا کہ سب اعضاء اپنی جگہ قرار پکڑلیں۔ تعدیل ارکان فقہی اصطلاح میں اعضاء کے ایسے ٹھہراؤ کو کہتے ہیں کہ بدن کے سب جوڑ کم سے کم ایک تسبیح یعنی **سبحان ربی العظیم** یا **سبحان ربی الاعلیٰ** کہنے کی دیر تک ساکن ہوجائیں)

**(۱۳)**...... پہلے قعدہ میں تشہد کی مقدار پڑھنے تک بیٹھنا (یعنی تین یا چار رکعت والی نماز میں خواہ فرض، واجب، سنت، نفل جو بھی نماز ہو دو رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں التحیات سے **عبدہٗ ورسولہٗ** تک پڑھ سکیں واجب ہے)

**(۱۴)**...... ہر قعدہ (پہلا قعدہ ہو یا آخری سلام پھیرنے والا) میں تشہد پڑھنا (التحیات سے **عبدہٗ ورسولہٗ** تک، واجب ہے)

**(۱۵)**...... پہلے قعدہ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا (یعنی درود شریف تشہد کے بعد نہ پڑھنا واجب ہے) حتیٰ کہ اگر پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف کا ایک مکمل جملہ پڑھا (**اللھم صل علیٰ محمد** تک) [۱] تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ (ہاں اگر نفل یا سنت غیر مؤکدہ نماز ہو تو اس میں پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا بلکہ ملانا افضل ہے)

**(۱۶)**......سلام کے لفظ کے ساتھ نماز ختم کرنا (یعنی دو بار السلام کہہ کر نماز سے نکلنا واجب ہے۔ علیکم وغیرہ ساتھ ملانا سنت ہے واجب نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام کے پہلے السلام کے میم پر پہنچنے کے بعد کوئی تکبیر تحریمہ کہہ کر جماعت میں شامل ہو تو اس کی اقتداء درست نہ ہوگی۔ اسے چاہئے کہ وہ اپنی اکیلے نماز پڑھے، پہلے السلام کہنے سے پہلے پہلے تک امام کی اقتداء کی نیت کرکے جماعت میں شامل ہوسکتا ہے)

**(۱۷)**......وتر نماز میں تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنے کے لئے اللہ اکبر کہنا (واجب ہے)

**(۱۸)**......وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔

**(۱۹)**......عیدین کی نمازوں میں چھ زائد تکبیرات پڑھنا (ہر رکعت میں تین بار اللہ اکبر پڑھنا)

---

[۱] درود شریف کتنا پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہوگا؟ اس میں خود ائمہ احناف کے کئی قول مروی ہیں، عام طور پر یہی مذکورہ بالا قول زیادہ مشہور اور عام لوگوں میں رائج ہے اس لئے یہی لکھ دیا۔ مزید اقوال کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احسن الفتاویٰ ج ۴ و بہشتی زیور حصہ دوم ضمیمہ ثانیہ بحث مسئلہ تفکر ص ۹۵

**(۲۰)**......عیدین کی دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر بھی واجب ہے (جبکہ باقی ہر نماز کی رکوع کی تکبیر سنت ہے اس طرح تکبیر تحریمہ کے علاوہ سب نمازوں کی باقی تکبیرات انتقالیہ یعنی رکوع میں جانے، سجدہ میں آنے جانے، قعدہ سے اُٹھنے کی تکبیرات بھی سنت ہیں)

**(۲۱)**......امام کے لئے جہری وسرّی نمازوں میں جہر کے موقعہ پر جہر کرنا اوراخفاء کے موقعہ پر اخفا کرنا واجب ہے، جہر کے مواقع یہ ہیں، نماز فجر، مغرب، عشاء کی پہلی دو رکعتیں، نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز تراویح، رمضان المبارک میں باجماعت وتروں کی تینوں رکعتیں۔امام ان میں قرأت میں جہر نہ کرے، تو ترک واجب کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔اس کے علاوہ تکبیر تحریمہ، تکبیرات انتقالیہ، وتر میں قنوت کی تکبیر اور سلام میں امام جہر کرے گا (تکبیرات انتقالیہ میں امام کے لئے جہر البتہ سنت ہے)

منفر یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے کوان مذکورہ نمازوں میں (جمعہ وعیدین کے علاوہ کہ ان میں جماعت متعین ہے) اختیار ہے خواہ جہر سے پڑھے یا آہستہ پڑھے اور جہر کرنا افضل ہے لیکن امام کی طرح بہت اونچا نہ پڑھے کیونکہ امام تو دوسروں کو سناتا ہے جبکہ منفرد دوسروں کونہیں سناتا۔

اور وہ مواقع جن میں امام اور منفرد دونوں پر اخفاء (آہستہ پڑھنا) واجب ہے اوراس کی خلاف ورزی کرنے پر سجدہ سہو ہے یہ ہیں۔

نماز ظہر وعصر کی ساری رکعتیں، نماز مغرب کی تیسری، نماز عشاء کی تیسری چوتھی رکعت، دن کے وقت پڑھے جانیوالے نوافل وسنتیں (اور مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کے دوران چُپ رہنا واجب ہے خواہ سری نماز ہو یا جہری نماز ہو)

اگر جہری نمازوں (مغرب، عشاء، فجر) میں کوئی نماز غلطی سے قضاء ہوگئی اور پھر دن میں باجماعت اس کو قضا پڑھنے لگیں تو بھی امام ان میں جہری قرأت کرے گا ورنہ سجدہ سہو لازم ہوگا، اسی طرح سری نماز (ظہر یا عصر) قضا ہوگئی اور رات میں جماعت سے پڑھنے لگیں (یعنی ایک سے زیادہ آدمیوں کی نماز کسی وجہ سے قضا ہوگئی تو بہتر یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ ہی اسے قضاء پڑھیں) تو امام کو اخفاء کرنا واجب ہے جہری قرأت کرے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔اور اکیلا شخص یعنی منفرد جہری نماز قضا ہونے پر جہری وقت میں (رات میں) قضا پڑھے تو اس کو اختیار ہے خواہ جہری قرأت کرے خواہ سری، جہری کرنا افضل ہے (جیسے کہ ادا میں بھی ایسا ہی ہے) اوراسی طرح اگر دن میں اس کی قضا کرے تو بھی اختیار ہے خواہ سراً قراءت

کرے، یا جہراً۔ [1]

(ایک قول اس صورت میں آہستہ قرأت کے وجوب کا ہے، لیکن معتبر پہلا قول ہے۔ شامی ۱/۵۳۴) اور نفل نماز دن میں پڑھے تو اخفاء کرنا ضروری ہے، صلاۃ کسوف (سورج گرہن کی نماز) وصلاۃ استسقاء (بارش مانگنے کی نماز) بھی اس حکم میں داخل ہیں، رات کی نفلوں میں جہر واخفاء کا اختیار ہے۔

## فائدہ

جہر واخفاء میں آواز کی مقدار کی تعیین وحد بندی میں دو قول مشہور ہیں۔

**(الف)**......کم سے کم جہر یہ ہے کہ دوسروں کو، آس پاس والوں کو پڑھنے کی آواز سنائی دے، اور کم سے کم اخفاء یہ ہے کہ اپنے کانوں میں آواز آئے یا بالکل قریب کھڑے ایک یا دو آدمی سن لیں (جمہور مشائخ نے جہر واخفاء کی یہی تعریف اختیار کی ہے)

**(ب)**......اخفاء کے لئے اتنا بھی کافی ہے کہ ہونٹ ہلیں اوران سے صحت کے ساتھ حروف ادا ہوں خواہ خود بھی نہ سنے، یہ احناف میں سے امام کرخی رحمہ اللہ کی تحقیق ہے، اس قول کی بھی بعض فقہاء نے چونکہ تصحیح کی ہے اس لئے جو اس قول کے مطابق نماز پڑھ لے اس کی بھی نماز ہو جائے گی لیکن احتیاط بہر حال پہلے قول میں ہے۔

**(۲۲)**...... ہر فرض یا واجب کا اس کے موقعہ محل میں ادا ہونا تاخیر نہ کرنا، اگر دو فرض یا دو واجب یا فرض اور واجب کے درمیان اتنی تاخیر کر دی (یعنی سوچتا رہا) جتنی دیر میں تین دفعہ **سبحان ربی العظیم** یا **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھی جا سکے تو یہ مقدار رکن کے برابر تاخیر ہوئی جس کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ مثلاً قرأت پوری کر کے تین تسبیحات کے برابر وقت تک کھڑا سوچتا رہا پھر رکوع میں گیا تو اس تاخیر سے سجدہ سہو واجب ہے۔ اسی طرح فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ ملانے میں اتنی تاخیر کی ویسے ہی کھڑا سوچتا رہا تو بھی سجدہ سہو واجب ہے وغیرہ وغیرہ۔

**(۲۳)**......نماز میں آیتِ سجدہ آ جائے تو سجدہ تلاوت کرنا بھی واجب ہے۔

---

[1] اگر منفرد سری نماز کی قضاء جہر کے وقت میں کرے تو قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے لئے سراً قرأت کرنا متعین ہونا چاہئے۔ صاحب ھدایہ نے جہر کو جماعت یا وقت کے ساتھ مختص ومنحصر کیا ہے اور جنہوں نے صاحبِ ہدایہ کے اس انحصار وتعلیل کو تسلیم نہیں کیا انہوں نے منفرد کو جہری نماز سری وقت میں قضاء پڑھنے کی صورت میں جہر وسر میں اختیار دلانے کے لئے ایک تیسری تعلیل یہ نکالی ہے لیوافق القضاء الاداء، اس تیسری تعلیل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سری نماز جہری وقت میں منفرد قضا پڑھے تو سری قرأت کرے۔ واللہ اعلم

Idara Ghufran

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

# صفائی اور نظافت کے آداب (قسط۲)

اب ہم اسلام میں نفاست ونظافت کے متعلق چند الگ الگ پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

## (۱)......جسم کے مخصوص اعضاء کی نظافت وصفائی

جسم اور بدن کی صفائی کے لئے شریعت نے غسل کی تعلیم دی ہے، جس میں پورے جسم کی صفائی آ جاتی ہے؛ اور پورے جسم کا غسل کرنا ہر شخص کے لیے ہر روز مشکل ہے، اس لیے شریعت نے صفائی سُتھرائی کے لیے جسم کے بعض مخصوص حصوں کو روزانہ صاف سُتھرا رکھنے کا ایک جامع نظام پیش کیا ہے؛ چنانچہ منہ کی صفائی کے لئے مسواک کو اور ہاتھ پاؤں کی صفائی کے لئے مختلف اوقات میں ہاتھ دھونے کی تعلیم دی ہے اوراسی کے ساتھ جسم کے وہ مخصوص حصے جہاں میل کچیل جمع ہونے کے زیادہ امکانات ہیں، اُن کے لیے ایسا دستور پیش کیا ہے، جس سے اُن مقامات پر میل کچیل جمع ہونے سے حفاظت ہو جائے۔

چنانچہ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے ناخن کاٹنے اور جسم کے مخصوص حصوں کے بال دُور کرنے کو مقرر کیا ہے، اور جہاں انسان رہائش اختیار کرتا ہے، اس کی صفائی کی بھی تعلیم دی ہے، جس میں جسمانی صحت کے علاوہ روحانی صحت کا بھی لحاظ کیا گیا ہے، کہ ان چیزوں کو شریعت نے عبادت وثواب قرار دیا ہے، اور روحانی پاکیزگی کے ساتھ ظاہر کی صفائی کا تعلق قائم کیا ہے۔

اور طبی اعتبار سے صحت کی حفاظت کے لئے بھی ان چیزوں کی صفائی ایک مسلّمہ مسئلہ ہے۔

چنانچہ اطباء کا کہنا ہے کہ تندرست رہنے کے لئے ہر چیز میں صفائی بہت ضروری ہے، اس کا لحاظ کئے بغیر اچھی غذائیں، قیمتی اور اعلیٰ درجے کے لباس صحت برقرار رکھنے کے لئے کافی نہیں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالِاسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ .يَعْنِى الِاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ .قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا

أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ (ابوداؤد، باب السِّوَاكِ مِنَ الْفِطْرَةِ واللفظ لهٗ، مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ترمذی، ابنِ ماجة وغیرہ)

**ترجمہ:** دس چیزیں فطرتِ اسلام (اورسب نبیوں کے طریقہ) میں داخل ہیں، ایک مونچھوں کو کٹانا، دوسرے داڑھی کو بڑھانا تیسرے مسواک کرنا، چوتھے ناک میں پانی ڈالنا، پانچویں ناخن کاٹنا، چھٹے جسم میں میل کچیل جمع ہونے والے حصوں (مثلاً انگلیوں کی جوڑوں) کو دھونا، ساتویں بغل کے بال صاف کرنا، آٹھویں زیرِ ناف بال مونڈنا، نویں پانی کو استنجاوغیرہ کے وقت کم (یعنی فضول خرچی سے بچتے ہوئے بقدرِ ضرورت) استعمال کرنا، اورراوی کہتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیااوروہ غالباً کلی کرنا ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں جسم کی بنیادی نظافت کو جامع انداز میں بیان کردیا گیا ہے، اورجسم کے وہ تمام حصے جن میں میل کچیل زیادہ جمع ہونے کے امکانات تھے، ان کے بارے میں صفائی اور نظافت کی ایسے انداز میں تعلیم دے دی گئی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے انسان کا پوراجسم میل وکچیل سے محفوظ رہ سکتا ہے (فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۵۴۳۲)

اس حدیث شریف میں جسم میں میل کچیل جمع ہونے والے حصوں کو دھونے کی جو تعلیم دی گئی ہے، اس کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ یہ مستقل سنت ہے، اوروضو کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

اوراس میں اُنگلیوں کے جوڑ اور کانوں اور ناک دونوں کے سوراخ، اورآنکھوں کے دائیں بائیں کے حصے، اور بدن کے وہ تمام حصے داخل ہیں، جن میں پسینہ اور گردوغبار جمع ہونے کی وجہ سے میل پیدا ہوجاتا ہے (شرح النووی علیٰ مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ)

پھر صفائی ستھرائی کے ان اُمور کو فطرت سے تعبیر کیا گیا ہے، اورفطرت شریعت میں ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن پر تمام انبیاء اوررسولوں کا عمل ہواور جوسب کا متفق علیہ طریقہ ہواورساتھ ہی ہم کو اس پر عمل کرنے کا بھی حکم ہو (عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب إخراج المتشبھین بالنساء من البیوت)

جس سے معلوم ہواکہ اسلام میں صفائی اورنظافت کو پسند کیا گیا ہے، اورانبیائے کرام علیہم السلام نے اس کو اختیار کیا ہے

## (۲)......ناخنوں کی نظافت وصفائی

حدیث میں ناخن کاٹنے کو بھی فطرتِ اسلام اورانبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

اسی لیے شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ ہفتے میں ایک دن ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کے ناخن کاٹ لینے چاہئیں،اور ناخن کاٹنے کے لیے جمعہ کا دن زیادہ بہتر ہے،اور چالیس دن سے زیادہ ناخن نہ کاٹنا گناہ ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وُقِّتَ لَنَا فِی قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیمِ الْأَظْفَارِ وَنَتْفِ الإِبْطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لاَ نَتْرُکَ أَکْثَرَ مِنْ أَرْبَعِینَ لَیْلَةً (مسلم، باب خصال الفطرة)

**ترجمہ:** موچھیں اور ناخن تراشنے اور زیرِ بغل وزیرِ ناف بال صاف کرنے میں ہمارے لئے چالیس روز کی حد مقرر کی گئی ہے کہ اس سے زیادہ وقت ہم نہ چھوڑیں (ترجمہ ختم)

یہ روایت مرفوع حدیث کا حکم رکھتی ہے،اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں میں چالیس دن سے زیادہ تاخیر کرنا گناہ ہے۔

لمبے لمبے ناخن رکھنا کوئی عقل مندی کی بات نہیں، ناخن نہ کاٹنے سے ان میں میل جمع ہو جاتی ہے،اور اگر زیادہ دِنوں تک ناخن نہ کاٹے جائیں تو ان کے نیچے تہہ بہ تہہ میل جمتی رہتی ہے،جس کی وجہ سے بعض اوقات جسم کو نقصان پہنچانے والے جراثیم بھی تیار ہو جاتے ہیں؛ اور بعض اوقات وضو اور غسل میں بھی خَلَل آ سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ بعض مسلمان اس سلسلہ میں غفلت ولا پرواہی کا شکار ہیں،اور چالیس دن گزرنے کے باوجود ناخن نہیں کاٹتے۔

جبکہ بعض نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں نعوذ باللہ بطور فیشن بڑے بڑے ناخن رکھنے کا رواج ہے۔

بعض نوجوان لڑکے یا لڑکیاں پوری اُنگلیوں کے تو نہیں البتہ چند انگلیوں یا ایک انگلی کے ناخن بڑے کر کے رکھتے ہیں،اور چالیس دن گزرنے پر نہیں کاٹتے۔

اولاً تو چالیس دن گزرنے کے باوجود ناخن نہ کاٹنا گناہ ہے،اور فیشن کی غرض سے یہ عمل کرنا دوسرا گناہ ہے۔

## (۳)......زیرِ ناف اور زیرِ بغل کی نظافت وصفائی

حدیث میں بغل کے بال صاف کرنے اور زیرِ ناف بال مونڈنے کو بھی فطرتِ اسلام اور انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ بتلایا گیا ہے،اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن مقرر کر دی گئی ہے۔

لہٰذا چالیس دن گزرنے کے باوجود ان دونوں مقامات کے بال نہ کاٹنا گناہ ہے۔
اور زیرِ بغل اور زیرِ ناف بالوں کے بارے میں بھی شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ کاٹ لینا بہتر ہے، اور جمعہ کا دن ہو تو زیادہ بہتر ہے۔
جسم کے ان دونوں حصوں میں خاص طور پر میل کچیل جمع ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے جراثیم اور بدبو پیدا ہو جاتی ہے، جو اپنے لیے بھی نقصان دہ ہے، اور دوسروں کی تکلیف کا بھی باعث ہے۔
اس لئے شریعت نے زیرِ ناف اور زیرِ بغل بالوں کو صاف کرنے کی تعلیم دی، تاکہ میل کچیل اور گندگی و بدبو سے جسم محفوظ رہے۔

## (۴)......مونچھوں کی نظافت وصفائی

حدیث میں مونچھیں کاٹنے کو بھی فطرتِ اسلام اور انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔
شریعت نے جو حکم ناخنوں اور زیرِ ناف اور زیرِ بغل بالوں کا بیان کیا ہے، وہی حکم مَردوں کے لیے مونچھوں کا بھی بیان کیا ہے کہ مونچھیں بھی چالیس دن کے اندر اندر کاٹ لینی چاہئیں، اور لمبی لمبی مونچھیں نہیں رکھنی چاہئیں۔
اور ہفتے میں ایک مرتبہ کاٹ لینا بہتر ہے، جس میں جمعہ کے دن کی رعایت مستحب ہے۔
مونچھوں کا مقام چہرے پر ایسی جگہ ہے کہ اُس کے اوپر ناک واقع ہے، اور نیچے منہ۔
ناک سے آنے والی رطوبت اور سانس سے اور منہ کے ذریعے کھانے پینے والی چیزوں سے مونچھوں کے بال ملوّث ہونے کا امکان ہوتا ہے، اور جب ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ مونچھوں کو صاف کرلیا جائے گا تو صفائی ستھرائی کا لحاظ ہوگا۔

## (۵)......داڑھی کی نظافت وصفائی

حدیث میں داڑھی بڑھانے کو بھی فطرتِ اسلام اور انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔
اور ایک حدیث میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ :إِنَّ فِطْرَةَ الإِسْلَامِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَالاِسْتِنَانُ ،وَأَخْذُ الشَّارِبِ ، وَإِعْفَاءُ اللِّحى ، فَإِنَّ الْمَجُوسَ تُعْفِى شَوَارِبَهَا ، وَتُحْفِى لِحَاهَا ، فَخَالِفُوهُمْ ، خُذُوا شَوَارِبَكُمْ، وَاعْفُوا

لِحَاکُمْ(صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۱۲۲۱)

**ترجمہ:** بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اسلام کی فطرت جمعہ کے دن غسل کرنا، اور مسواک کرنا، اور مونچھوں کو کاٹنا، اور ڈاڑھی کو بڑھانا ہے، پس بے شک مجوسی اپنی مونچھیں بڑھاتے ہیں، اور ڈاڑھی کٹاتے ہیں، تو تم ان کی مخالفت کرو، تم اپنی مونچھوں کو کاٹو، اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ(ترجمہ ختم)

مَرد حضرات کے چہرہ پر شرعی مقدار کے مطابق ڈاڑھی کا ہونا اسلامی شان اور مردانگی کی علامت اور انسانی شرافت وعظمت کی نشانی اور فطرت کا تقاضا ہے، اس سے مرد کے چہرہ کی زینت حاصل ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

**کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر دھن رأسه وتسریح لحیته** (شمائلِ ترمذی، باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر ۳۳)

**ترجمہ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر کثرت سے تیل لگایا کرتے تھے، اور ڈاڑھی مبارک میں کثرت سے کنگھا کیا کرتے تھے(ترجمہ ختم)

حضرت مجاہد سے مرسلاً روایت ہے کہ:

**رأی النبی صلی اللہ علیه وسلم رجلا طویل اللحیة فقال : لم یشوہ أحدکم نفسه؟ قال :ورأی رجلا ثائر الرأس ، -یعنی شعثا - فقال : مه ، أحسن إلی شعرک أو احلقه** (مراسیل أبی داود، حدیث نمبر ۴۲۴)

**ترجمہ:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمبی ڈاڑھی والے کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے کو(غیر ضروری لمبی ڈاڑھی کرکے) بدشکل نہ بنائے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور آدمی کو دیکھا جس کے سر کے بال الجھے ہوئے پراگندہ تھے؛ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، اپنے بالوں کو خوبصورت ومزین کرکے رکھو، یا ان کو منڈوادو(ترجمہ ختم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**رَأَی النَّبِیُّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُجَفَّلُ الرَّأْسِ وَاللِّحْیَةِ فَقَالَ " :عَلَی مَا**

شَـوَّهَ أَحَدُكُمْ أَمْسِ ؟ "قَالَ :وَأَشَـارَ الـنَّبِـيُّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى لِحْيَتِهِ وَرَأْسِهِ يَقُولُ " :خُذْ مِنْ لِحْيَتِکَ وَرَأْسِکَ "(شعب الايمان للبيهقى ،الأربعون من شعب الإيمان وهو باب فى الملابس والزى والأوانى وما يكره منها،فصل فى الأخذ من اللحية والشارب،اخبارِ اصبهان حديث نمبر ۱۵۴۳)

**ترجمہ:** نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا،جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال الجھے ہوئے تھے،تو نبی ﷺ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے بدنما بنا دیا؟ (راوی کہتے ہیں) اور نبی ﷺ نے ان کی ڈاڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا،آپ یہ فرمارہے تھے کہ اپنی ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو کاٹ کر برابر کیجئے (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ شریعت میں داڑھی کی نظافت وصفائی اور اُس کی خوبصورتی کا بھی حکم ہے۔ (جاری ہے.....)

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ اصلاحی مجلس: حضرت مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب

# کائنات میں تدبر اور اصلاحِ نفس (پانچویں وآخری قسط)

حضرت عارف باللہ، ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب مدظلہم نے یہ بیان جامعہ اشرفیہ، لاہور میں صیانۃ المسلمین کے پندرہویں اجتماع کے موقعہ پر مؤرخہ ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ، بمطابق ۳/ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو فجر کی نماز کے بعد فرمایا، جس کا دورانیہ تقریباً پون گھنٹہ پر مشتمل تھا، اور حاضرین کی تعداد، چار پانچ سو کے لگ بھگ تھی، اس بیان کو جناب مولانا جمیل احمد صاحب حیدرآبادی نے ٹیپ سے نقل کیا، اور عنوانات مرتب فرمائے، اور حضرت والا کی اجازت سے کتابت واصلاح کے بعد پہلی مرتبہ ماہنامہ التبلیغ میں اس کی افادۂ عام کے لیے اشاعت ہو رہی ہے (ادارہ)

## ایمان کی روشنی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عجیب انداز تھا اور یہ فرماتے تھے کہ جب کوئی ایمان لانے والا ہوتا تھا تو ہمیں اس کے چہرہ پر ایمان کی روشنی نظر آتی تھی، اور ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب اس کی حالت بدل گئی اور یہ ضرور ایمان لے آئے گا۔

## تبلیغ کا انداز

اور میں آپ کو واقعہ بیان کرتا ہوں کہ اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما تبلیغ کے لئے گئے اور ان کا منصوبہ یہ تھا کہ ہم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ایمان کی تبلیغ کریں گے (جو کہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) اگر وہ ایمان لے آئے تو سارا قبیلہ ایمان لے آئے گا۔

چنانچہ وہ گئے، وہاں سب سے پہلے اُسید بن حضیر ملے، انہوں نے ان کو دین کی تبلیغ کرنا چاہی، انہوں نے کھڑے ہو کر ان کو گالیاں دینا شروع کر دیں کہ تم ایسے ہو ویسے ہو یہ آرام سے سنتے رہے، اور اُسید بن حضیر گالیاں دیتے رہے، اور جب وہ خوب بول چکے اور تھک گئے، تو انہوں نے آہستہ سے کہا کہ اُسید تم جو چاہو کہہ لو، ہم تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کر رہے۔ لیکن تم ایسا تو کرو کہ ہماری بات تم آرام سے سن لو، پھر اگر تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو چھوڑ دو، کوئی زبردستی تمہارے منہ میں نہیں انڈیل رہے ہیں؟ بیٹھ کر بات تو سنو انہوں نے کہا کہ بات تمہاری معقول ہے میں سنوں گا، نیزہ گاڑ دیا اور بیٹھ گئے، ہاں کیا ہے؟ تو ان حضراتِ صحابہ نے کہا کہ ہمارے پیغمبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے محبوب نے یہ کہا ہے کہ اُس کی عبادت کرو جو وحدہٗ لاشریک ہے، جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ

گواہی دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور اس کے بندے ہیں، اور اس کے ساتھ پھر اپنے اخلاق کو سنوارو اور پھر اس کے بعد انہوں نے کچھ آیتیں تلاوت کیں۔

بعض روایات میں ہے کہ یہ آیات پڑھیں:

حٰمٓ وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِیًّا لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ(سورة زخرف آیت ۲،۳)

تو اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر کہتے ہیں میں نے اُسید بن حضیر کے چہرہ پر وہ روشنی دیکھ لی اور میں نے کہا کہ اُسید بدل گیا اور ہمارا کام ہوگیا۔

## دین میں داخل ہونے کا طریقہ

اُسید بن حضیر نے کہا تمہارے دین میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے، فرمایا کہ ہمارے یہاں یہ طریقہ ہے کہ غسل کرو، کپڑے صاف کرو اور یہ گواہی دو:

''اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''

اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھو، وہ گئے، غسل کیا، کپڑے بدلے، آ کر کلمہ شہادت پڑھا اور اس کے بعد نماز پڑھی اور چل دیئے۔

اب وہ حضرت سعد بن معاذ کے پاس پہنچے، اس وقت تک وہ ایمان نہیں لائے تھے، سعد بن معاذ نے کہا کہ کیا بات ہے، میں تمہیں کچھ بدلا دیکھ رہا ہوں، کہاں سے آ رہے ہو، حضرت اُسید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں کہاں سے آ رہا ہوں یہ تو بعد میں بتاؤں گا۔

لیکن تمہارے رشتہ دار اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو لوگ قتل کرنے کے لئے دوڑ رہے ہیں اور وہ نئے مذہب کی تبلیغ لے کر آئے ہیں، ان کو جا کر ذرا سنبھالو، یہ دوڑتے ہوئے وہاں گئے، جا کے دیکھا کہ وہ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی ان کے اوپر حملہ نہیں، کوئی یلغار نہیں، سمجھ گئے کہ اُسید رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ حیلہ کیا ہے اور بہانے سے مجھے یہاں بھیجا ہے۔

انہوں نے بھی اس طریقہ سے ان کو گالیاں دیں اور بہت برا بھلا کہا، لیکن حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھائی تم ہماری بات تو سنو، اگر سمجھ میں نہ آئے تو مت قبول کرنا، اور جو کچھ بُرا کہنا چاہو پھر بعد میں کہہ لینا، اس میں کیا بات ہے، بات تو سنو۔

انہوں نے ان کو بھی دین کی تبلیغ کی اور اس کے بعد تلاوت کی اور جب تلاوت سے فارغ ہوئے تو مصعب

بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے وہ ایمان کی روشنی ان کی پیشانی پر دیکھ لی کہ اس میں تبدیلی آ گئی اور کام ہمارا ہوگیا، انہوں نے بھی وہی کہا کہ تمہارے دین میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے، ہم نے وہی طریقہ بتلا دیا، وہ گئے غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے اور انہوں نے ایمان قبول کیا اور ان کی برکت سے اس کے بعد سارے قبیلہ نے ایمان قبول کرلیا۔ [۱]

---

[۱] -وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ قال :حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب قال :حدثنا أحمد بن عبد الجبار قال :حدثنا يونس بن بكير ، عن ابن إسحاق قال ؛ حدثني يزيد بن أبي حبيب قال :لما انصرف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم القوم بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم معهم مصعب بن عمير .قال ابن إسحاق :فحدثني عاصم بن عمر بن قتادة أن مصعب بن عمير كان يصلي بهم وذلك أن الأوس والخزرج كره بعضهم أن يؤمه بعض .قال ابن إسحاق فحدثني عبد الله بن أبي بكر بن حزم ، وعبد الله بن المغيرة بن معيقيب قال :بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم مصعب بن عمير مع النفر الاثنى عشر الذين بايعوه في العقبة الأولى إلى المدينة يفقه أهلها ، ويقرئهم القرآن قال :وكان عبد الله بن أبي بكر يقول :ما أدرى ما العقبة الأولى ؟ قال ابن إسحاق :بلى لعمرى ، لقد كانت عقبة وعقبة قالا :وكان منزله على أسعد بن زرارة ، وكان إنما يسمى بالمدينة المقرء ، فخرج به يوما أسعد بن زرارة إلى دار بني عبد الأشهل فدخل به حائطا من حوائط بني ظفر ، وهي قرية لبني ظفر دون قرية بني عبد الأشهل -وكانا ابني عم -يقال لها بئر مرق فسمع بهما سعد بن معاذ وكان ابن خالته أسعد بن زرارة ، فقال لأسيد بن حضير :ائت أسعد بن زرارة فازدجره عنا فليكف عنا ما نكره ، فإنه قد بلغني أنه قد جاء بهذا الرجل الغريب معه يتسفه به سفهاؤنا وضعفاؤنا ، فإنه لولا ما بيني وبينه من القرابة كفيتك ذلك .فأخذ أسيد بن حضير الحربة ، ثم خرج حتى أتاهما ، فلما رآه أسعد بن زرارة قال لمصعب بن عمير :هذا والله سيد قومه ، قد جاءك فأبل الله فيه بلاء حسنا .قال :إن يقعد أكلمه ، فوقف عليهما متشتما فقال :يا أسعد ما لنا ولك تأتينا بهذا الرجل الغريب يسفه به سفهاؤنا وضعفاؤنا ، فقال :أو تجلس فتسمع ؟ فإن رضيت أمرا قبلته ، وإن كرهته كف عنك ما تكره .فقال :قد أنصفتم ، ثم ركز الحربة وجلس ، فكلمه مصعب بن عمير ، وعرض عليه الإسلام ، وتلا عليه القرآن ، فوالله لعرفنا الإسلام في وجهه قبل أن يتكلم لتسهله ، ثم قال :ما أحسن هذا وأجمله وكيف تصنعون إذا دخلتم في هذا الدين ؟ قالا :تغتسل ، وتطهر ثيابك ، وتشهد شهادة الحق ، وتصلي ركعتين ، ففعل .ثم قال لهما :إن ورائي رجلا من قومي إن تابعكما لم يخالفكما أحد بعده .ثم خرج حتى أتى سعد بن معاذ ، فلما رآه سعد بن معاذ مقبلا قال :أحلف بالله لقد رجع عليكم أسيد بن حضير بغير الوجه الذي ذهب به ، ماذا صنعت ؟ قال :قد ازدجرتهما ، وقد بلغني أن بني حارثة يريدون أسعد بن زرارة ليقتلوه ليخفروك فيه ، لأنه ابن خالتك ، فقام إليه سعد مغضبا فأخذ الحربة من يده قال :والله ما أراك أغنيت شيئا ، ثم خرج فلما نظر إليه أسعد بن زرارة قد طلع عليهما قال لمصعب :هذا والله سيد من وراءه من قومه ، إن هو تابعك لم يخالفك أحد من قومه ، فاصدق الله فيه ، فقال مصعب بن عمير :إن يسمع مني أكلمه .فلما وقف عليهما قال :يا أسعد ما دعاك إلى أن تغشاني بما أكره -وهو متشتم -أما والله لولا ما بيني وبينك

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تو آپ اندازہ لگائیں کہ صحابہ کے پاس وہ آنکھیں تھیں، ان کے پاس وہ بصیرت تھی کہ ایمان کی روشنی انسان کے چہروں پر دیکھ لیا کرتے تھے۔

## ایمان افروز واقعہ

اور ایک ہم ہیں کہ ہم غور کریں کہ آج ہمارے چہروں پر کیا نظر آ رہا ہے، کون سی روشنی نظر آ رہی ہے، ہم ایک دوسرے پر کیا چیز اور کون سی روشنی اور کون سا نور دیکھتے ہیں؟ میں آپ کو ایک چھوٹا سا واقعہ دلّی کا بیان کرتا ہوں کہ وہاں پر (غیر مسلم) اکثر ایمان لے آتے تھے اور نومسلم ہو جاتے تھے، اور پھر ان کی کچھ مدد بھی کرتے تھے اور جامعہ مسجد دلی میں آتے جاتے تھے، تو ایک بیچارے نومسلم تھے اور انہوں نے نیا اسلام قبول کیا تھا۔ اس کے بعد ان کو نماز وغیرہ سکھائی گئی، نماز پڑھنی شروع کر دی، نماز میں ان کا ایک یہ طریقہ تھا کہ جب امام صاحب اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتا تھا اور سب نیت باندھتے تھے اور یہ ہیں کہ کھڑے ہوئے ہیں اور نیت نہیں باندھتے، اور برابر والا دیکھتا رہتا تھا کہ کیا کر رہا ہے کہ اس کی نیت ہی ختم نہیں ہو رہی۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ امام رکوع میں جا رہا ہے اس وقت تک یہ نیت نہیں باندھ رہے ہیں، پھر جناب جلدی میں نیت باندھ کر رکوع میں چلے گئے، اور کبھی ان کا رکوع بھی قضا ہو جاتا تھا، تو نیت باندھ کے بعد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من القرابة ما طمعت فى هذا منى ، فقال له :أو تجلس فتسمع ، فإن رضيت أمرا قبلته ، وإن كرهته أعفيت مما تكره .قال :أنصفتمانى ، ثم ركز الحربة وجلس فكلمه مصعب وعرض عليه الإسلام ، وتلا عليه القرآن ، فوالله لعرفنا فيه الإسلام قبل أن يتكلم لتسهل وجهه .ثم قال :ما أحسن هذا وكيف تصنعون إذا دخلتم فى هذا الدين ؟ فقالا له :تغتسل ، وتطهر ثيابك وتشهد شهادة الحق ، وتركع ركعتين ، فقام ففعل ، ثم أخذ الحربة وانصرف عنهما إلى قومه .فلما رآه رجال بنى عبد الأشهل ، قالوا :نقسم بالله ، لقد رجع إليكم سعد بغير الوجه الذى ذهب به من عندكم ، فلما وقف عليهم قال :يا بنى عبد الأشهل :أى رجل تعلمونى فيكم ؟ قالوا :نعلمك والله خيرنا وأفضلنا فينا رأيا .قال :فإن كلام نسائكم ورجالكم على حرام حتى تؤمنوا بالله وحده ، وتصدقوا بمحمد صلى الله عليه وسلم ، فوالله ما أمسى فى ذلك اليوم فى دار بنى عبد الأشهل رجل ولا امرأة إلا مسلما ، ثم انصرف مصعب بن عمير إلى منزل أسعد بن زرارة .كذا قال يونس فى روايته :فأقام عنده يدعو الناس إلى الإسلام حتى لم تبق دار من دور الأنصار إلا وفيها رجال ونساء مسلمون ، إلا ما كان من دار بنى أمية بن زيد وخطمة ووائل وواقف ، ثم إن مصعب بن عمير رجع إلى مكة وروينا عن موسى بن عقبة ، عن ابن شهاب الزهرى :أن مصعب بن عمير كان أول من جمع الجمعة بالمدينة للمسلمين قبل أن يقدمها رسول الله صلى الله عليه وسلم(دلائل النبوة للبيهقى،باب ذكر العقبة الأولى وما جاء فى بيعة من حضر الموسم من الأنصار رسول الله صلى الله عليه وسلم على الإسلام)

میں رکوع میں جاتے۔ کسی نے کہا کہ بھئی کیا مصیبت ہے کیا کرتے ہو تم، ہاتھ اٹھا کر نیت ہی نہیں باندھتے (اس نومسلم نے جواب دیا) کہ بھئی بات یہ ہے کہ تم لوگ پرانے مسلمان ہو اور باپ دادا سے مسلمان چلے آرہے ہو، اور تم لوگ قبلہ کی طرف منہ کر لیتے ہو اور قبلہ جلدی تمہارے سامنے آجاتا ہے، اور میں تو نیا نیا مسلمان ہوا ہوں میرے سامنے تو بہت دیر سے قبلہ آتا ہے، کبھی کبھی دیر لگ جاتی ہے اس لئے میں تمہاری طرح اتنی جلدی نیت نہیں باندھ سکتا۔

## ایمان کی دولت

آپ نے دیکھا کہ نئے ایمان لانے والے میں اور جن کو پڑے پڑے یہ دولت ملی ہے ان میں کیا فرق ہے کہ ہمیں اپنے ایمان کی قدر نہیں، جب ہم نے آنکھ کھولی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں لا الٰہ الا اللہ کا ماحول، اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا، اگر ہم کسی یہودی یا مجوسی کے گھر پیدا ہوتے اور کسی نصرانی کے گھر پیدا ہوتے تو کیا حال ہوتا اور اگر کسی ہندو کے گھر ہوتے تو کیا ہوتا، یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اگر ہم اس کا بھی شکر ادا کرنا چاہیں تو شکر ادا نہیں کر سکتے، ساری عمر فارغ نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمانوں کے گھرانوں میں پیدا کر دیا، ہم نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی ہے کہ جہاں لا الٰہ الا اللہ کا چرچا تھا۔

## ایمان کی قدر کرو

ایمان کی قدر کرو اور اس کے اندر وہ علامتیں پیدا کر لو، **سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ** کہ ان کے چہروں پر ان کے سجدوں کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں، ان کی ایمان کی روشنی ہوتی ہے، کیا ہو گیا ہے ہمیں کہ ہم اپنے ایمان کی قدر بھولے ہوئے ہیں، اپنے اسلام کو بھولے ہوئے ہیں اور اپنے قلب کے نور کو بھولے ہوئے ہیں، اور کسی چیز کی طرف ہماری توجہ نہیں ہے۔

## بھائیو! وقت مت ضائع کرو

بہر حال میں اپنے اِن دو جملوں پر بیان ختم کر رہا ہوں کہ بھائیو! وقت مت ضائع کرو کہ آخرت، قیامت اور حشر تو ایک دن ہونا ہی ہے اور ہر شخص کو مرنا ہے اور ہمیں اس دنیا میں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ دنیا کو جمع کر لیں بلکہ اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آخرت کا توشہ تیار کریں۔

## سفر کی تیاری کر لیں

اس سفر کی تیاری کر لیں کہ جس کو طے کر کے ہمیں ہمیشہ رہنا ہے، یہ موجودہ زندگی تو پلک جھپکنے والی زندگی

ہے، اس میں ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کب ہمارا بلاوا آ جائے، کس وقت ہم سے یہ کہہ دیا جائے کہ چلے آ ؤ، تو بھائی! پھر یہ وقت نہ رہے اس کی قدر کرو اور اپنے دل کے اندر ایمان کی روشنی پیدا کرو اور اپنی آخرت کو زندہ کرلو، دنیا کو مردہ کرلو تا کہ دل میں سکون وراحت پیدا ہو جائے اور دنیا تو کتنی بھی اکٹھی کرلو؛ مگر اس دل میں سکون نہیں آئے گا۔

## عبرت انگیز واقعہ

پشاور میں ایک کالے خان بہت مشہور ٹھیکیدار ہے، وہ پہلے کبھی ریلوے کے کانٹے کے ملازم تھے، کانٹا بدلتے تھے لائن کے اوپر، اور ان کی وہ زندگی تھی کہ ان کے گھر سے مکئی کی روٹی آتی تھی اور ایک لسّی کا گلاس، اور وہ اس مکئی کی روٹی اور لسی کا جگ پی کر، وہاں ایک پیپل کا درخت تھا کنٹونمنٹ کے اسٹیشن پر، اس کے نیچے سو جاتا تھا، اس وقت تو وہ سکون میں تھا، بعد میں وہ بہت مالدار ہوگیا، اور اس کے پاس اتنی دولت آ گئی کہ وہ گن نہیں سکتا تھا؛ وہ کہتا تھا کہ مجھے اتنا وقت نہیں ہے کہ میں اسے گن لوں۔
ایک دفعہ میں اس سے ملنے گیا، میں نے اس سے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا؟ اس نے کہا کہ یہ جتنی دولت میرے پاس ہے میں اس کو شمار نہیں کرسکتا، لیکن میں آپ کے واسطے سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کیجئے کہ یہ ساری دولت اللہ تعالیٰ مجھ سے لے لیں اور مجھے وہ زندگی دے دیں کہ جب میں ریلوے کے کانٹے کو بدلنے کی ملازمت کے زمانے میں مکئی کی روٹی کھا کر اور لسی کا جگ پی کر، پیپل کے درخت کے نیچے سوتا تھا۔ آج میرے پاس سب کچھ ہے، لیکن میں چکھ نہیں سکتا، یہ ساری نعمتیں ہیں میں ان کو اٹھا کر کھا نہیں سکتا، اور میں اپنی نیند نہیں سوسکتا، گولی کا سہارا لیتا ہوں اس سے بھی نیند نہیں آتی، میری ساری زندگی بیکار ہے، اس سے کوئی لطف نہیں اٹھا سکتا، میں اس پر تیار ہوں کہ ساری دولت لے کر اللہ تعالیٰ مجھے وہ زندگی دے دیں۔

## اصل دولت ایمان ہے

آپ دیکھیں یہ کیا دولت ہے جس کے پیچھے آپ پھر رہے ہیں، کیا اس کے اندر رکھا ہے، اصل دولت وہی ہے جو ایمان کی روشنی قلب کے اندر پیدا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرمائے، آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

Idara Ghufran

**بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس** مفتی محمد رضوان

# ہوا کے رخ پر نہ چلیں

عالمِ دین کی حقیقی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور مختصراً یہ کہ شریعت کو اپنا مطمحِ نظر بنائے، اور اپنی رفتار و گفتار کو ہمہ وقت شریعت کے تابع رکھے۔

شریعت کے تقاضوں کو نظر انداز کر کے رونما ہونے والے حالات واحوال کے ماتحت اور تابع نہ ہو، کیونکہ عالمِ دین کا منصب بگڑے ہوئے اعمال واحوال کی اصلاح کرنا ہے، جس کے لئے ظاہر ہے کہ حالات کی مخالفت کرنی پڑتی ہے، اور ہواؤں کے مخالف رخوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن حضرات سے دین کی خدمت کا صحیح کام لیا ہے، انہیں بگڑے ہوئے معاشرے کی مخالف سمت کو اختیار کرنا پڑا، بلکہ جتنے انبیائے کرام علیہم السلام دنیا میں مبعوث ہوئے، ان سب نے بگڑے ہوئے معاشرے کی مخالف سمت کا انتخاب کیا اور کسی بھی موقعہ پر اپنے آپ کو اس کا ماتحت وتابعدار نہیں بنایا، اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے جب کہ مقصود رضائے الٰہی ہو، اور اگر دنیا پر نظر ہو تو پھر اس بات کو اختیار کرنا مشکل ہے۔ لیکن آج کل اہلِ علم کے ایک بڑے طبقہ کے طرزِ عمل سے یہ بات نمایاں ہو کر سامنے آرہی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو حالات واحوال کے تابع کیا ہوا ہے، جس طرف کو ہوا کا رخ ہوتا ہے، وہ اپنا قبلہ وکعبہ اسی سمت کو بنالیتے ہیں، یہاں تک کہ کسی ایک مسئلہ میں حالات کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے ایک سے زیادہ موقف اختیار کر لیتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ طرزِ عمل اخلاص ورضائے الٰہی سے میل نہیں کھاتا، اور اس قسم کے طرزِ عمل کو اختیار کرنے والے اہلِ علم اپنے تئیں یہ سمجھتے ہوں گے کہ اس طرزِ عمل سے انہیں معاشرے کی خوشنودی حاصل ہو جاتی ہے۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ اولاً تو ایسی خوشنودی کس کام کی جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل نہ ہو۔

دوسرے ایک نہ ایک دن ایسے اہلِ علم کے اس دوہرے معیار کا بھانڈا دنیا میں بھی پھوٹ جاتا ہے، جس کی وجہ سے ان کی دنیا میں بھی عزت ووقعت ختم ہو جاتی ہے۔

اس لئے دنیا وآخرت کی عزت اسی میں ہے کہ رضائے الٰہی کو مقصود بنا کر آگے بڑھا جائے اور ابن الوقت کی بجائے ابوالوقت بنا جائے۔

علم کے مینار

مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

## سرگذشت عہدِ گُل (قسط ۲۳)

(سوانح حضرتِ اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

مضمون کا درجِ ذیل حصہ مفتی صاحب موصوف کا خودنوشتہ ہے

### ادارہ غفران کا قیام

بچپن میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مدرسہ امداد العلوم کی حالت دیکھ کر اور حضرت رحمہ اللہ کے کام کی جامعیت ملاحظہ کرنے کے بعد حیرت ہوتی تھی کہ حضرت رحمہ اللہ نے ایک چھوٹے سے قصبہ میں ایک مختصرسی مدرسہ کی جگہ میں بیٹھ کر دین کی اتنی بڑی خدمت انجام دی جو کہ بڑے بڑے ادارے اور جماعتیں انجام نہیں دے سکیں۔ بار بار اس چیز کا تصور اور مراقبہ کرنے سے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ دین کی خدمت کرنے کے لئے کسی بڑے ادارے اور وسیع رقبہ کا ہونا ضروری نہیں۔

پھر حضرت رحمہ اللہ کے ملفوظات ومواعظ اور کتب کے مطالعہ کے بعد تو اس چیز پر مزید شرح صدر ہو گیا تھا کہ انسان کو لمبے چوڑے بکھیڑے اکٹھے کرنے اور کام کو اتنا وسیع کرنے کی ضرورت نہیں، کہ بعد میں انسان ان کے مسائل میں اس طرح گھِر اور الجھ جائے کہ کوئی کام بھی ٹھیک طرح سے انجام نہ دے سکے۔

حضرت رحمہ اللہ نے اپنے مواعظ وملفوظات میں جابجا اس پر روشنی ڈالی ہے، کہ کام کو عام کرنے سے زیادہ اس کو تام کرنا چاہئے۔

اور اپنی حیثیت اور وسعت سے زیادہ کام کو بڑھانا اور پھیلانا نہیں چاہئے کہ بعد میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑے، اور لوگوں کے در پر جھولی اور دامن پھیلانا پڑے، بلکہ انسان کو چاہئے کہ بس اتنا کام کرے کہ جس کی وجہ سے کام کو تام کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے، اور شانِ استغناء میں خلل واقع نہ ہو۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اکثر عربی مدرسوں میں طلبہ کی خواہش ومذاق اور کثرتِ تعداد کے مقابلہ میں اصول وقواعد کی پرواہ کم کی جاتی ہے، اس سے بھی مفاسد پرورش پاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ طلبہ

کوقواعد کا پابند بنایا جائے۔خواہ اِن کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہوجائے۔کام کے دوچار نا کارہ سودوسو سے افضل ہیں'' (تحفۃ العلماء ج ۱ص ۸۴ بحوالہ حقوق العلم ص ۸۹، وتجدید تعلیم ص ۱۲۸)

اورایک مقام پرفرماتے ہیں:

''آج کل اہلِ مدارس نے مخترَع ثمرات کومطلوب سمجھ رکھا ہے کہ ہمارامدرسہ بارونق ہو،اس میں پانچ سو، ہزارطلبہ ہوں، پچاس،سومدرس ہوں اورایسی عمارت ہواور ہرسال اس میں سے اتنے طلبہ فارغ ہوں اور یہ باتیں بدون زیادہ رقم کے ہونہیں سکتیں تواب ہروقت ان کی نظرآمدنی پررہتی ہے،اور جہاں سے بھی چندہ آتا ہے، رکھ لیا جاتا ہے، واپس کرتے ہوئے یہ خیال ہوتا ہے کہ حرام اورمشتبہ مال کوواپس کرنا شروع کریں توا تنی آمدنی کس طرح ہوگی جواتنے بڑے کارخانے کوکافی ہوسکے؛ بس یہی جڑ ہےاوراسی سے معلوم ہوتا ہے کہ رضائے حق مقصودنہیں۔اس جڑ کواُکھاڑ پھینکواورثمرات پر ہرگزنظر نہ کرو، نہ زیادہ کام کومقصود سمجھو بلکہ رضائے حق کومقصود سمجھو؛ چاہے مدرسہ رہے یا نہ رہے اوراگر یہ نہیں ہوسکتا تو پھردین داری اورعلم کا نام مت لو، نہ خدا سے محبت کا دعویٰ کرو۔افسوس! خدا سے محبت اورغیر پرنظر'' (وعظ ارضاء الحق حصہ دوم صفحہ ۴۷)

نیزفرماتے ہیں:

ثمرات مقصودنہیں ہیں،صرف رضائے حق مقصود ہے؛ نہ مدرسہ مقصود ہے، نہ طلبہ کی کثرت مطلوب ہے، نہ عمارت مقصود ہے؛صرف رضا مطلوب ہو۔اگررضائے حق کے ساتھ یہ کام چلتے رہیں تو چلاؤاورحسبِ ہمت وطاقت ان میں کام کرتے رہواور جوکام طاقت سے زیادہ ہو،اُس کوالگ کرو...... مدرسہ جاری کرواوررضائے حق پرنظررکھو، یہ ثمرہ متعین نہ کروکہ ہمارا مدرسہ ایساویسا ہونا چاہیے؛یہ دُھن کہاں کی لگائی؟ یہ دُھن نہیں بلکہ گُھن ہے(ایضاً صفحہ ۴۸،۴۹)

اورایک مقام پرفرماتے ہیں:

''علماء ہاتھ پھیلانے کی بدولت نظروں میں ذلیل ہوگئے،اسی وجہ سے امراءاپنے بچوں کوعربی نہیں پڑھاتے،اوربعض تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم کواپنی اولاد گدا(فقیر) بنانا منظورنہیں (تحفۃ العلماء جلد۱ صفحہ ۲۴۲و۲۴۳ بحوالہ التبلیغ نمبر۱، وعظ امید رحمت کے صحیح معنیٰ)

اورعلماء کوسادگی اوراستغناء کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''علماء کی بے قدری سادگی سے اور پھٹے ہوئے کرتے، پھٹے ہوئے جوتے سے نہیں ہوتی، اس کی تو وہ کچھ بھی پرواہ نہ کریں مگر خدا کے لئے مستغنی ہوکر رہیں۔ایک شخص پھٹے ہوئے لباس میں ہو لیکن عالم ہو متقی ہو، تو ممکن نہیں کہ مسلمانوں کی نظروں میں اس کی عزت نہ ہو، برخلاف اس کے جولوگ عبا اور قبا میں ہوتے ہیں، چاہے کیسے ہی مہذب طریقہ سے سوال کریں مگر ذلت ضرور ہوتی ہے، خاص کر اس وقت جب کہ سوال بھی اپنی ذات کے لئے ہو، سوال ضرور ذلت ہے، میں علماء سے کہتا ہوں کھانے کو نہ ملے تم اپنے گھر بیٹھو، مزدوری کر کے کھاؤ۔اسی کونے میں مرجاؤ مگر ہاتھ مت پھیلاؤ، ہفت اقلیم کی سلطنت بھی بحمداللہ میرے نزدیک کچھ نہیں، مجھے فاقہ سے بیٹھا رہنا اور گھر کے اندر مرجانا گوارا ہے مگر کسی کے سامنے اپنی حاجت کا ظاہر کرنا گوارا نہیں، اگر کپڑے نہیں تو پھٹے ہوئے پہنیں، پیوند لگے ہوئے پہنیں اور امیروں اور نوابوں کی پرواہ نہ کریں، اپنے فاقہ ہی میں مست ہوں، مَر جائیں مگر سوال نہ کریں، کسی سے آنکھ ان کی نہ لگے، اپنے خدا سے کام رکھیں۔

جب علماء حق تعالیٰ کا کام کریں گے تو کیا حق تعالیٰ ان کو بھول جائیں گے؟'' (تحفۃ العلماء جلد۲ صفحہ۲۴۲ بحوالہ التبلیغ نمبر۱، وعظ امید رحمت کے صحیح معنیٰ صفحہ ۱۶۸)

ایک مقام پر حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اہلِ مدارس کہتے ہیں کہ اگر سوال نہ کیا جائے تو کام کیسے چلے؟ ارے ہم کہتے ہیں، کہ کام سے مقصود کیا ہے؟ رضا۔

وہ تو نہیں گھٹی، جب سو طالب علموں کی خدمت اختیار میں تھی، سو کی خدمت کرتے تھے، اب پانچ کی اختیار میں ہے، پانچ کی کریں گے۔

کام ہلکا اور ثواب وہی، پھر غم کس چیز کا؟ (تحفۃ العلماء ج اص ۱۸۶ بحوالہ حسن العزیز ج اص ۵۸۳)

اس لئے ادارہ غفران کے لئے جگہ کی فراہمی سے پہلے ہی ذہن میں یہ خیال قائم تھا کہ دینی کام کرنے کے لئے زیادہ لمبی چوڑی جگہ کی فراہمی ضروری نہیں، بس چھوٹی موٹی جگہ ہو، لیکن دین کی خدمت کے لئے ایسی جگہ ہونی چاہئے، جس میں غیر متعلقہ لوگوں اور بالخصوص دنیا دار لوگوں کی مداخلت نہ ہو، اور آزادی کے ساتھ دین کا کام کرنے کی توفیق ہو، کیونکہ اس کے بغیر صحیح کام کا کرنا اس دور میں دشوار ہے،

لیکن حالات نہ ہونے کے باعث دوسرے مقام پر کام کرنے کو بھی غنیمت سمجھتا تھا، اور ساتھ ہی کوئی مناسب جگہ حاصل کرنے کی کوشش وتلاش بھی جاری تھی۔

اس لئے بندہ مختلف مقامات پر جا کر جگہ کی خریداری کے لئے معائنہ کرتا رہتا تھا،لیکن کچھ جگہیں تو ایسی تھیں جو آبادی بہت باہر تھیں، اور کچھ قیمت کے اعتبار سے بہت زیادہ مہنگی تھیں اور کچھ جگہوں میں زمین کے فروخت کنندہ اپنی مداخلت کے خواہش مند نظر آتے تھے،

ایک لمبے عرصہ تک جدوجہد جاری رکھنے کے بعد بالآخر یہ طے پایا کہ شہری آبادی سے باہر کی بجائے،شہری آبادی ہی کی حدود میں مناسب جگہ خرید کر کام شروع کر دیا جائے۔

تلاش کے دوران کئی جگہیں ایسی بھی نظر آئیں جو مفت میں حاصل ہو رہی تھیں،لیکن جگہ دہندہ اپنے نام پر وقف کرنا چاہتے تھے یا وہ جگہیں پہلے سے کسی خاص طریقہ سے وقف شدہ تھیں،اوران جگہوں میں آگے چل کر کام کرنے میں عوام کی بے جا مداخلت کے خدشات تھے،اس لئے جگہ کے انتخاب میں تاخیر ہوتی رہی۔اورایک آدھ مرتبہ جگہ کا سودا بھی ہو گیا،اور وہ جگہ اپنی وسعت کے لحاظ سے بڑا جامعہ قائم ہونے کی صلاحیت رکھتی تھی۔لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا،اس لئے یہ معاملہ تکمیل کے مراحل تک نہیں پہنچ سکا۔

جب بندہ خوب گھوم پھر لیا اور جگہ کا انتخاب نہ ہو سکا تو اسی دوران بغیر کسی سوچے سمجھے منصوبے کے معلوم ہوا کہ چاہ سلطان پر وہ مکان فروخت ہو رہا ہے،جس میں مسجد امیر معاویہ کو ہاٹی بازار منتقل ہونے سے پہلے بندہ رہائش پذیر تھا اوراس میں قیام کے زمانے میں بندہ اس گھر کے دینی کام کے لئے حاصل ہونے کی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیا کرتا تھا۔

بندہ کے بھائی صاحبان اور بعض دیگر قریبی رفقاء نے بندہ سے کہا مدرسہ و دارالافتاء کے لئے یہ مکان موزوں ہے، ایک تو موجودہ رہائش گاہ سے قریب ہے، دوسرے ہمارے کاروباری شعبہ سے بھی بہت قریب ہے،اس لئے اس جگہ کام شروع کرنے میں بنسبت دور دراز مقام کے زیادہ سہولت رہے گی، بندہ نے استخارہ اورغور وفکر کیا تو چند جہات سے بندہ کو بھی یہ مشورہ مناسب معلوم ہوا، اور یاد آیا کہ یہ مکان تو وہی ہے جسکے لئے بندہ دعا کیا کرتا تھا، اس نظریے سے دوبارہ اس جگہ کو دیکھا گیا تو بندہ کو یہ جگہ بہت مناسب محسوس ہوئی،اور بالآخر اس مکان کا مبلغ تیرہ لاکھ دس ہزار روپیہ میں شعبان ۱۴۱۶ھ کو سودا طے پا گیا اس وقت بندہ کی تحویل میں رقم اتنی نہیں تھی کہ بروقت پوری قیمت فراہم کی جاسکے، کچھ رقم تو مجھے میری

پھوپھی مرحومہ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ نے کافی پہلے فراہم کی ہوئی تھی کہ جب تم کوئی ''مدرسہ'' قائم کروگے تو اس میں یہ رقم خرچ کرلینا، کچھ رقم بندہ کے پاس اپنی ذاتی تھی، اور کچھ اپنی اہلیہ صاحبہ کی رضامندی سے ان کے زیورات فروخت کرکے حاصل ہوگئی تھی، اس لئے ایک معتدبہ رقم فروخت کنندہ کو دے کر بروقت جگہ کا قبضہ حاصل کرلیا گیا اور باقی رقم اور رجسٹری کے لئے کچھ وقت حاصل کرلیا گیا، اس زمانے میں بندہ کے ساتھ مسجد میں ایک صاحب منشی عبداللہ صاحب نامی رہا کرتے تھے، جوکہ کافی متقی اور پرہیزگار تھے، انہوں نے بخوشی اس مکان میں ابتداءً سکونت اختیار کرنے کے لئے آمادگی کا اظہار کیا۔

اور رات کے علاوہ دن کے اوقات میں انہوں نے اس جگہ کی نگرانی اور ابتدائی درجہ میں دینی کام کے لئے قابل بنوانے کے لئے اپنے ذمہ داری سنبھالنے کا عندیہ دیا، دن کے اوقات میں تو مجھے بھی اس جگہ جاکر کچھ دیکھ بھال کرنا آسان ہوتا تھا، البتہ رات کے وقت میں تو اپنی رہائش گاہ میں قیام کرتا تھا اور منشی جی وہاں قیام کیا کرتے تھے، شروع میں اس جگہ میں جنات کے کچھ اثرات بھی محسوس ہوتے تھے، جن کا بعد میں عملیات وغیرہ کے ذریعہ علاج کرکے ان کے اثرات سے حفاظت کا انتظام کیا گیا۔

بندہ کی کچھ ذاتی کتابیں مسجد امیر معاویہ میں تھیں ان کو وہاں منتقل کیا گیا اور بعض احباب کی اپنی خواہش اور ان کے ذاتی تعاون سے اس جگہ میں کارپٹ بچھایا گیا۔ اور ضروری مرمت وغیرہ کرکے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کچھ لکھنے پڑھنے کی مشغولی شروع کردی۔

شروع میں تو جگہ کی خریداری کی قیمت پوری کرنے کی فکر تھی، اور چندہ کی اپیل کرنے کی نہ ہمت تھی، نہ عادت اور نہ ہی یہ طریقہ مجھے پسند تھا، اور اسی وجہ سے ادارہ کی قیمت کی فراہمی اور بنیادی ضروریات کے مصارف مہیا کرنے میں اگرچہ دشواری پیش آئی، لیکن بحمداللہ تعالیٰ استغناء کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کا انتظام فرمادیا۔

بہرحال والد صاحب مرحوم کی نسبت سے اداہ غفران کے عنوان سے ادارہ قائم کرکے ہلکا پھلکا کام شروع کردیا، بزرگوں کی دعاؤں، توجہات اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے استغناء اور خاموشی کے ساتھ کام کرنے کا اپنی حدتک اہتمام رہا، جس سے بہت سکون وراحت نصیب ہوئی۔

ادارہ کے قیام کے بعد بندہ کو اس چیز کا بزرگوں کی ہدایت کی روشنی میں اہتمام رہا کہ ایک تو کام اپنی وسعت سے زیادہ نہ کیا جائے اور دوسرے نمود ونمائش سے پرہیز کیا جائے، اسی کی بندہ اپنے رفقاء سے توقع رکھتا ہے اور اسی نہج پر ادارہ کا سلسلہ جاری رکھنے کا خواہشمند ہے۔ (جاری ہے.........)

Idara Ghufran

**تذکرۂ اولیاء** مفتی محمد امجد حسین

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

## ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۴)

فرماتے ہیں کہ اصل وجہ یہ ہوئی کہ مغربی بے دین قوموں کے دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی نفس کی پیروی کی اور نفس کے ہاتھوں یرغمال عقل وخرد کو زندگی کے اس سفر میں اپنا امام بنایا اور قلب اور روح کی طاقت کو فراموش کر دیا۔ نفس کو رگڑے لگا کر مجاہدات کرا کر سرکشی سے نکال کر قلب کے تابع کرنے کا اور قلب کو اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی شریعت سے روشن کرنے کا نسخہ وہ بھول گئے ہیں یہی وہ نسخہ تھا جو تیر بہدف نسخہ کیمیا ہے اور اسے برت کر سلف صالحین نے، پہلے مسلمانوں نے دنیا پر راج کیا ہے۔ خدا کے دین کو دنیا میں غالب کیا ہے، اور بھٹکی ہوئی سسکتی انسانیت کو ہدایت کا سبق پڑھایا اور راہ راست پر ڈالا اور زندگی کے اصل راز کا ان کو محرمِ راز بنایا تھا۔ ان مسلمانوں نے درویشی میں؛ فقیری میں بادشاہی کی ہے، اور بادشاہی میں فقیری کی ہے۔ ؎

آن مسلماناں کہ میری کردہ اند  در شہنشاہی فقیری کردہ اند

انہوں نے اپنا سکہ دنیا میں بٹھایا اور اپنا لوہا سب قوموں سے منوایا تھا۔ وہ دل کے امیر تھے، خود شناس تھے رب شناس تھے، حقیقی انسانی جوہر انکے رگ و ریشے میں بھرے ہوئے تھے اس باطنی دولت کے ہوتے ہوئے، اس نور بصیرت کے ہوتے ہوئے وہ ظاہری نمود ونمائش اور ظاہری سج دھج سے بے نیاز تھے مسبب الاسباب سے ان کا رابطہ بحال تھا، کنکشن جڑا ہوا تھا، ان کے پاس عشق کی پونجی تھی، درد محبت کی دولت تھی، روح سرشار تھی۔ زنگ آلودہ تلواریں سجا کر اور پیوند لگے کپڑے پہن کر بھی نکلتے تو وقت کی نام نہاد سپر طاقتوں اور جابر و قاہر قوتوں کو سرنگوں کر کے آتے، ان سے باج وخراج وصول کرتے اور زمانے کے فراعنہ ونماردہ کے تخت الٹاتے اور تاج اچھالتے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ میں فرش خاک پر لیٹے ہوتے، لیکن قیصر و کسریٰ روم وفارس کی راجدھانیوں میں تہہ بہ تہہ فوجوں اور لشکروں کے جلو میں بھی اس کا نام سنتے تو لرزہ براندام ہو اٹھتے۔ حالانکہ یہ عمر ایک دفعہ خطبہ دے رہے تھے تو اس کے کرتے میں بیس پیوند لگے ہوئے تھے جن میں سے ایک چمڑے کا بھی تھا۔ اقبال کہتا ہے اے مسلمان! تو نے یہ فقیری اور درویشی کہاں کھو دی، اس کے حصول کا نسخہ تو قرآن کی شکل میں آج بھی تیرے گھر کے طاقچے میں موجود ہے۔

پھر اقبال نے اس دولت کے حصول کا نسخہ اپنے اشعار میں اپنے مخصوص اسلوب میں بیان کیا ہے اور یہ نسخہ کوئی نیا نہیں ۔ بس انداز نیا ہے، ورنہ اہل حق ،صوفیاء و مشائخ ، اپنی خانقاہوں میں علماء ربانی اپنی تحاریر و تقاریر میں ، واعظین اسلام اپنے وعظ و بیان میں ، مجاہدین اسلام اپنے جہادی کارناموں میں قولاً وعملاً ہمیشہ اسی نسخے کے اجزاء وتفصیلات اور واردات وتجربات سمجھاتے ،سکھاتے ، دکھاتے آئے ہیں ۔

اقبال نے اس نسخہ کیمیا کو پیچھے مذکور بنیادی اجزاء کی شکل میں بیان کیا ہے یعنی

**(۱)**......مجاہدے، مراقبے اور اعمال صالحہ کے ذریعے دل کو صیقل کرنے اور نفس کو مطیع کرنے کی جدو جہد۔

**(۲)**......اللہ تعالیٰ کا ذکر وفکر۔ ذکر میں تلاوت تسبیحات ، نماز کا اہتمام ،خصوصاً رات کی عبادت، اور رات کے پچھلے پہر اشغال و اوراد ، استغفار اور دعاء و مناجات شامل ہیں ، اور فکر میں اللہ کی بنائی ہوئی ساری مخلوقات ،مصنوعات اور اس نظام کائنات میں غور و تدبر ، اور مصنوعات کے ذریعے صانع اور مخلوقات کے ذریعے خالق تک ، اس کی عظمت اس کی کاریگری وصنعت گری کی شان تک رسائی شامل ہے ۔

**(۳)**......اللہ والے صاحبان دل ، جو نفس کو مطیع اور روح وقلب کو صیقل کر کے واصل باللہ ہو چکے ہیں اور ان کا سینہ اللہ کی تجلیات کی آماجگاہ اور اللہ کی عطا کی ہوئی معرفت کا خزینہ ہے اور طمانیت وسکون کی دولت ان کے رگ و ریشے میں رچی بسی ہوئی ہے ، ان کی صحبت ، مجالست اختیار کر کے اور ان کی تعلیمات سے استفادہ کر کے ان کی نگرانی میں نفس وشیطان کے حیلوں ، فنکاریوں اور گھاتوں کو سمجھنا اور ان سے اپنا دفاع کرنا اور دل و روح کو جلا بخشنا۔

**(۴)**......ان صاحبان دل کی طرف سے نفس کے سدھار کے لئے جو بھی مجاہدات ، ریاضات اور علاج تجویز ہوں ، خندہ پیشانی اور پوری ہمت وحوصلے سے نفس کو ریاضت کے اس کٹھن مرحلے سے گزارنا ، اس بھٹی میں ڈال کر کندن بنانا۔

**(۵)**......جب مذکورہ مراحل سے گزر کر نفس سدھر جائے اور اللہ تعالیٰ کی محبت ، معرفت اور معیت خاصہ کی دولت ہاتھ آ جائے تو اب پورے آفاق کو ، پورے نظام کو مولیٰ کی مرضی کے مطابق بدلنے کا شوق و جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا اور اپنی استطاعت کے مطابق عملاً اس کے لئے جدو جہد کرنا مثلاً پہلے اپنے اہل وعیال ، گھر بار ، ماحول اور متعلقین پر یہ رنگ چڑھانے کی کوشش کرنا ، اپنے کردار وعمل اور اخلاق وگفتار میں اتنی کشش و جاذبیت پیدا کرنا کہ دیکھنے تعلق رکھنے والے بھی اس دولت کے حصول کیلئے بے تاب ہو جائیں اور اس دولت کے حصول کا ان میں چسکا پڑ جائے ۔ یہ حاصل ہے اقبال مرحوم کی اصطلاحات ، خودی ، فقر ،

عشق وغیرہ کے مفہوم کا۔ اب اس سلسلہ میں کچھ نمونہ کے اشعار ملاحظہ ہوں، اس کے بعد مجموعی طور پر اس فکر ونظریہ پر مشتمل اقبال کے اشعار پیش کئے جائیں گے۔

## (الف) ھدایت وسعادت کے حصول میں مرکزیت دل کو حاصل ہے نہ کہ عقل یعنی خرد کو

| | | |
|---|---|---|
| خِرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل | | دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں |
| خرد اگر دیکھے دل کی نگاہ سے | | جہاں روشن ہے نور لاالٰہ سے |
| عقل گو آستاں سے دور نہیں | | اس کی تقدیر میں حضور نہیں |
| دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب | | آنکھ کا نور دل کا نور نہیں |
| مٹا دیا میرے ساقی نے عالم من و تو | | پلا کے مجھ کو مئے لا الٰہ الا ہو |
| دلِ بیدار فاروقیؓ دلِ بیدار کراریؓ | | مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری |
| دلِ بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک | | نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری |
| اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ زندگی | | تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن |
| من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں | | تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن |
| من کی دنیا؟ من کی دنیا سوز و مستی جذب وشوق | | تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سود وسودا، مکروفن |
| اگر عشق ہو تو کفر بھی مسلمانی | | نہ ہو تو مردِ مسلمان بھی کافر وزندیق |
| عقل و دل ونگاہ کا مرشدِ اولیں ہے عشق | | عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدہ تصورات |

## دوسرا نکتہ ذکر وفکر کے متعلق اشعار

| | | |
|---|---|---|
| نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں | | خِرد کھوئی ہوئی ہے چار سو میں |
| نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبحگاہی | | اماں شائد ملے اللہ ہو میں |
| عطارؒ ہو رومیؒ ہو رازیؒ ہو غزالیؒ ہو | | کچھ ہاتھ آتا نہیں بے آہِ سحرگاہی |
| ہے مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے | | جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو |
| خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ | | کرتے ہیں اشکِ سحرگاہی سے جو ظالم وضو |

Idara Ghufran

| | | |
|---|---|---|
| وہ سجدہ روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی | | اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب |
| سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے | | دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشہ سیماب |
| میرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانہ میں | | کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو |

## تیسرا نکتہ اللہ والوں کی صحبت اور ان سے کسبِ فیض

| | | |
|---|---|---|
| نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے ارادت ہو تو دیکھ ان کو | | یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں |
| جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی | | الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں |
| حدیثِ دل کسی درویش بے گلیم سے پوچھ | | خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آشنا |
| اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک | | نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہی |
| نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے | | جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے |
| الٰہی سحر ہے، پیرانِ خرق پوش میں کیا | | کہ اک نظر میں جوانوں کو رام کرتے ہیں |

کسی کہنے والے نے کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے کہ:

نہ کتابوں سے نہ وعظ سے نہ زر سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اصل میں دو چیزیں ہیں جن کی الگ الگ مستقل حیثیت ہے ایک علومِ نبوت، یعنی قرآن وسنت کے، شریعت کے علوم، یہ تو تعلیم و تعلم سے، مذاکرہ، مطالعہ سے سیکھنے سکھانے سے نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں، دوسری چیز نورِ نبوت اور فیضِ نسبت ہے جس کے نتیجے میں فرد میں اخلاص، تقویٰ۔ للّٰہیت، فنائیت، بے نفسی، خدا پرستی، خودشناسی و خداشناسی، توکل، قناعت، زہد، دنیا سے بے رغبتی، صرف اللہ سے لو لگانے اور اللہ ہی کیلئے جینا مرنا، شوقِ آخرت اور عشق و وارفتگی کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ نورِ نبوت کے اجزاء ہیں جو اللہ والوں کی غیر رسمی صحبت، ان سے اخذ فیض ان کے فیضِ نظر سے منتقل ہوتی ہیں۔ سید سلیمان ندوی مرحوم بیسویں صدی میں ہندوستان کے اسلامی افق کا تابندہ ستارہ تھے، اسلام اور مسلمانوں کے لئے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، اسلامی علوم کے ناپیدا کنار سمندر اور مجتہدانہ شان کے حامل محقق عالم تھے، آخر عمر میں خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون حاضر ہوئے اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی حکیم الامت علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے اور اصلاحی تعلق قائم کیا، واپس گئے تو یار لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ اسلام کے اتنے بڑے محقق کو کہ علوم نبوت کا جو خود عظیم شناور ہے، علوم وفنون اس کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، کتب

خانوں کے کتب خانے جو بغیر ڈکار لئے ہضم کئے بیٹھے ہیں ان کو کیا سوجھی کہ ایک درویش خدا مست کے چرنوں میں جا کر آداب عقیدت بجالائے ہیں اور عقدِ ارادت میں بندھ گئے ہیں تو فرمانے لگے کہ ہم بھی ابھی تک اسی خبط میں مبتلا رہے کہ ہم علومِ نبوت کے حامل ہیں وہاں جا کے پتہ چلا کہ اصل دولت تو یہ بڑے میاں (حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ) اپنے سینے میں چھپائے بیٹھے ہیں (مراد نورِ نبوت تھا جس کو تصوف، سلوک واحسان، تزکیہ واصلاح کے ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے) بروایت حضرت مرشدی نواب قیصر صاحب دامت برکاتھم۔

فقر، خودی، عشق وخرد وغیرہ کلامِ اقبال کی اصطلاحات کے اس پس منظر کی عکاسی اور تشریح وتوضیح کیبعد اب اقبال کا اس نوع کا عمومی کلام ملاحظہ فرمائیے۔

| | | |
|---|---|---|
| کیا چیز ہے فولاد کی شمشیر جگر دار | | اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار |
| قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن | | یا خالد جانباز ہے یا حیدرِ کرار |

| | | |
|---|---|---|
| وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم | | کیا ہے جس کو خدا نے دل ونظر کا ندیم |
| زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک | | دلیل کم نظری ہے قصہ جدید و قدیم |
| وہ علم کم بصری، جس میں ہمکنار نہیں | | تجلیات کلیم و مشاہدات حکیم |

| | | |
|---|---|---|
| کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے | | وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روح قرآنی |
| یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار | | اسی مقام سے آدم ہے ظل سبحانی |
| کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا مجھ کو | | کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی |
| مثالِ ماہ چمکتا تھا جس کا داغ سجود | | خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی |

| | | |
|---|---|---|
| مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر | | ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر |
| ازل سے فطرت احرار میں ہیں دوش بدوش | | قلندری و قبا پوشی وکلہ داری |
| خودی کی موت سے مغرب کا اندروں بےنور | | خودی کی موت سے مشق ہے مبتلائے جذام |
| خودی کی موت سے روح عرب ہے بے تب تاب | | بدن عراق وعجم کا ہے بے عروق وعظام |

| | | |
|---|---|---|
| خودی کی موت سے پیرِ حرم ہوا مجبور | | کہ بیچ کھائے مسلمان کا جامہ احرام |

| | | |
|---|---|---|
| عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے | | قبض کی روح تیری دے کے تجھے فکرِ معاش |
| اس جنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کیا | | جو یہ کہتا تھا خرد سے کہ بہانے نہ تراش |

| | | |
|---|---|---|
| ہوئی ہے زیرِ فلک امتوں کی رسوائی | | خودی سے جب ادب و دیں ہوئے ہیں بیگانہ |
| فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی | | یا بندہ صحرائی یا مرد کہستانی |
| کیا میں نے اس خاکداں سے کنارا | | جہاں رزق کا نام ہے آب و دانہ |
| جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا | | لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ |

| | | |
|---|---|---|
| ایک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری | | ایک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری |
| ایک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری | | میراث مسلمانی، سرمایۂ شبیری |
| احوال و مقامات پر موقوف ہے سب کچھ | | ہر لحظہ ہے سالک کا زمان و مکاں اور |
| پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہاں میں | | کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور |

| | | |
|---|---|---|
| میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے | | خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر |
| اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احسان | | سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر |

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

**پیارے بچو!** ابو حافظ محمد فرحان خان

# عجیب دعوت

**پیارے بچو!** افریقہ کے گھنے جنگلوں میں ہاتھی، شیر، چیتے، گیدڑ، ہرن، خرگوش، لومڑی، بندر، لنگور، سانپ بچھو وغیرہ بہت سارے جانور رہتے ہیں۔

دنیا بھر کے شکاری وہاں پر شکار کرنے کے لئے جاتے ہیں۔اسی طرح ایک شکاری پارٹی شکار کے لئے افریقہ کے جنگلوں میں پہنچی......جس میں کئی شکاری تھے......ان لوگوں نے وہاں پر خوب شکار کیا، سب لوگ دو دو تین تین شکاریوں کی ٹولیوں میں شکار کرنے جاتے تھے اور شام کو واپس آ کر سب اپنے اپنے شکار اور بہادری کی داستانیں ایک دوسرے کو فخر کے ساتھ سناتے تھے......ان لوگوں کے ساتھ مقامی گائیڈ (راستہ بتانے والے) بھی جاتے تھے تاکہ جنگل میں راستہ سے نہ بھٹک جائیں......اسی طرح ایک دن شام کا وقت تھا اور ہلکی بوندا باندی ہورہی تھی...... کچھ شکاری شکار کے لئے نکلے اور چلتے چلتے کافی دور نکل آئے ...... یہ لوگ اپنے دوستوں سے الگ ہوگئے......تو ان کو عجیب قسم کی شائیں شائیں ...... شائیں شائیں ......کی آوازیں آنے لگیں...... یہ لوگ بہت گھبرائے ......کہ اللہ جانے یہ کیا بلا آرہی ہے......لیکن ہمت کر کے یہ لوگ آگے بڑھے......تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خطرناک قسم کا ناگ (سانپ) ہے......جب وہ پھنکار امارتا ہے......تو آگ لگ جاتی......اس کے سامنے دور دور تک ساری گھاس جل کر کالی ہوچکی تھی، یہ شکاری لوگ چھپ کر اس خوفناک منظر کو دیکھ کر خوف سے ڈرتے اور کانپتے رہے...... مگر اس سانپ کو چھیڑنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی اس لئے کسی نے اس پر گولی نہ چلائی......شکار وِکار بھول کر واپس اپنے خیمے میں آگئے......دل کی دھڑکنیں بے قابو تھی......کافی دیر بعد جب ہوش وحواس ٹھکانے آئے تو اپنے دوستوں کو یہ روداد سنائی......کہ آج تو بھئی دوبارہ زندگی ملی ہے......اللہ نے خطرناک سانپ سے بچا لیا......سانپ کیا تھا اژدہا تھا زمین سے پورا چھ فٹ اوپر پھنا اٹھائے ہوئے تھا اور زمین پر پھنکاریں مار رہا تھا......جس طرف پھنکارتا ادھر ہی آگ لگ جاتی...... یہ واقعہ سن کر سارے ساتھی گھبرا گئے اور گھر واپسی کی پلاننگ کرنے لگے......ان کے افریقی گائیڈ کو یہ واقعہ پتہ چلا تو وہ فوراً اپنے کچھ ساتھیوں کو بلا کر لے آیا انھوں نے پوری تفصیل سن کر ان شکاریوں کو کہا کہ آپ مہربانی کریں اور ہمیں وہ جگہ دکھائیں!

سارے ساتھی ڈرے اور سہمے ہوئے تھے......اور کوئی ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ت ھا،مگرانہوں نے ان لوگوں کی بہت خوشامدیں کیں......منت سماجت کی اوران شکاریوں کو ہرطرح کے خطرے سے بچانے کی یقین دہانی کرواکر ان کی حفاظت کی پوری پوری ذمہ داری لی،اوران شکاریوں کوسانپ کے پاس تک لے جانے پررضا مندکرلیا......وہاں کے لوگوں نے اس سانپ کی خبر پاکر بے حدخوشیاں منائیں......اوراگلے روزگاؤں کے لوگ اُن شکاریوں کولے کرجنگل میں سانپ کی تلاش میں چل پڑے ......جنگل میں پہنچ کرانہوں نے اپنے ایک ساتھی کوخاص قسم کے موٹے کپڑے پہنا کراس کے سرپر ہانڈی رکھ کراس میں خوب آگ روشن کی اور دوسرے ساتھیوں نے ناچ گانا شورمچانا شروع کر دیا......اس شورشرابے سے وہ خطرناک سانپ باہرنکل آیااور جدھرکوبھی وہ سانپ پھنکارتااسی طرف آگ لگتی جاتی تھی......سب لوگ واپس ہوکرچھپ گئے صرف ایک وہ آدمی جس نے موٹاخاص لباس اورسرپرآگ روشن کی ہوئی تھی کھڑارہا بلکہ سانپ کی طرف آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا رہا......کہ اچانک جھپٹ کراس خطرناک سانپ نے اس آدمی کے اوپرحملہ کر دیا......اس آدمی کے ٹھیک سرپرکاٹنے کے لئے منہ مارا......اس سانپ کے منہ میں جلتے ہوئے انگارے چلے گئے......سانپ منہ جل جانے کی وجہ سے لوٹ پوٹ ہونے اورتڑپنے لگا......سب لوگوں نے لاٹھی ڈنڈوں سے مزیداس کو مارکروہیں ہانڈی میں اس کو پکایااورتبرک کی طرح تھوڑاتھوڑاآپس میں تقسیم کرلیا(پیارے بچو!مسلمان صرف ان جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں جن کوکھانااللہ تعالیٰ نے حلال فرمایاہے۔سانپ کوہمارے مذہب میں حرام قراردیاگیاہے،اس لئے ہم لوگ سانپ کونہیں کھاتے ہیں۔مگرافریقی لوگوں میں کافی غیرمسلم اورجاہل بھی ہیں......جوکہ سانپ وغیرہ کھالیتے ہیں......اس لئے ان لوگوں میں اس کے کھانے کو برانہیں سمجھتے بلکہ شوق سے کھاتے ہیں)ابھی لوگ اکٹھے ہی تھے کہ مجمع میں سے کسی نے پوچھا کہ وہ لوگ کون ہیں اور کہاں ہیں؟جن کی وجہ سے یہ ہم سب کی دعوت ہوئی......کچھ ان کوبھی اس میں سے کھلاؤ......تب کچھ لوگ ان شکاریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کوسانپ کا گوشت کھلانا چاہا......مگرانہوں نے منع کردیا......توسب لوگوں نے ان شکاریوں کوپکڑکرانگلی سے سانپ کے سالن کا کچھ مصالحہ ان کے منہ میں لگادیا......یہ شکاری لوگ اس کوصرف چکھنے سے ہی نیم بے ہوش ہوگئے اوران پرغنودگی سی چھاگئی۔جب ہوش میں آئے تواپنے اندرایک عجیب سی طاقت محسوس کی ...... یہاں تک کہ جوداڑھ دانت ان شکاریوں کے ہلتے تھے وہ مضبوط ہوگئے،بال دوبارہ کالے نکل آئے......ان افریقی لوگوں نے شکاریوں کو بتایا کہ

ہمیں ہمارے بزرگوں نے یہ بتایا تھا کہ اس طرح کا سانپ پایا جاتا ہے اور اس میں یہ خصوصیات ہوتی ہیں، کہ اگر بیمار اس کا گوشت کھائے تو بھلا چنگا ہوجائے، بوڑھا کھائے، جوان ہوجائے، مگر یہ کبھی کبھی بیس تیس سال کے بعد ہی کہیں نظر آتا ہے......اس کو اسی طرح آگ سر پر روشن کر کے شکار کیا جاتا ہے......کیوں کہ یہ سانپ سمجھتا ہے دوسرا سانپ میرے مقابلے پر آ گیا تو وہ حملہ آور ہوتا ہے، اور آگ پر منہ پڑنے کی وجہ سے مارکھا جاتا ہے۔اس کے بعد ان شکاریوں نے اپنے گھروں کی راہ لی......گھر واپس آ کر جان بچ جانے پر بہت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا......مگر ان لوگوں نے خوف کی وجہ سے دوبارہ پھر کبھی ان جنگلوں میں جانے کا رخ نہیں کیا......اور جب تک زندہ رہے ان کو کبھی کوئی چھوٹی بڑی بیماری بھی نہیں ہوئی۔

**پیارے بچو!** اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کسی بھی چیز کو بے فائدہ پیدا نہیں فرمایا بلکہ ہر چیز کو ہم لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا فرمایا ہے......سانپ اور بچھو کیڑے مکوڑے اور طرح طرح کے جانور بھی کئی بیماریوں کی دواؤں میں ہمارے کام آتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

---

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹۵ ''پودینہ(Mint)''﴾

نہ لگنا یا رنگت زرد ہونا، ان عوامل کی وجہ سے بلڈ پریشر کے لئے مندرجہ ذیل جوشاندہ تحریر فرماتے تھے:

ہوالشافی: بادیان (سونف) 6 گرام۔ پودینہ خشک 6 گرام۔ مویز منقہ 9 دانے۔ آلو بخارا خشک 5 دانے آدھے گلاس پانی میں ڈال کر جوش دے کر مل چھان کر صبح نہار منہ پی لیا جائے، گرمیوں کے موسم میں یہ نسخہ رات کو پانی میں بھگو دیں، صبح مل چھان کر بیس دن استعمال کریں انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔

100 گرام پودینہ میں مندرجہ ذیل اجزاء پائے جاتے ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| حرارے (کیلوریز) | 57 | پروٹین | 4.8 گرام |
| چکنائی | 600 ملی گرام | کاربوہائیڈریٹ | 8.00 گرام |
| معدنی نمکیات | 1.6 ملی گرام | کیلشیم | 200 ملی گرام |
| فاسفورس | 85 ملی گرام | فولاد | 15.6 ملی گرام |
| حیاتین الف | 2700 آئی، یو | حیاتین ب | 0.05 ملی گرام |
| رائبوفلیون | 0.14 ملی گرام | حیاتین ج | 85 ملی گرام |

بزمِ خواتین

مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

# ماہ رمضان کی عبادات

**معزز خواتین!** ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے، نیکیوں کا موسم بہار آرہا ہے رحمتوں کا وقت قریب آچکا ہے ہماری زندگی میں کتنی مرتبہ یہ برکتوں والا مہینہ آیا اور گزر گیا اور آئندہ معلوم نہیں کہ یہ مہینہ پہلے آئے گا یا ہماری موت پہلے آجائے گی اس لئے اس بار اس مہینے کے پالینے کو غنیمت جانئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ یہ مہینہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے ہم تو نفس کے بندے ہیں اس لئے ہمیں صرف کھانا، پینا، کپڑا، زیور، گھر بار، مال، اولاد اور عیش آرام ہی نعمت معلوم ہوتی ہیں اور بلاشبہ یہ ظاہری چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں ہیں اور ان کا شکر ادا کرنا بھی لازم ہے لیکن ان ظاہری نعمتوں سے بڑھ کر ان معنوی و روحانی نعمتوں کا مرتبہ ہے جن کو عموماً دل سے نعمت سمجھنے والے لوگ کم ہیں ظاہری نعمتوں سے تو ہمارے جسم کو فائدہ پہنچتا ہے اور معنوی و روحانی نعمتوں سے روح مستفید ہوتی ہے اور روح کا درجہ جسم سے بڑھا ہوا ہے اس لئے کہ جسم روح کے بغیر بیکار ہے چنانچہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے جسم میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی فقط روح اس کے جسم سے نکل جاتی ہے لیکن اس جسم بلا روح کا کوئی عضو بھی اپنا کام نہیں کر سکتا۔ نہ آنکھ دیکھ سکتی، نہ زبان بول سکتی، نہ ہاتھ پکڑ سکتا، نہ پاؤں چل سکتا۔ تو دیکھئے صرف روح کے نکلنے سے جسم سارا بے کار ہو گیا۔ اس لئے جن چیزوں سے ہماری روح کو فائدہ پہنچے وہ ان چیزوں کے مقابلے میں بڑی نعمت ہیں جن سے ہمارے جسم کو فائدہ پہنچتا ہے۔

رمضان کا مہینہ اسی لئے بڑی نعمت ہے کہ اس میں اگر انسان چاہے تو دوسرے مہینوں کے مقابلے میں زیادہ تیز رفتاری سے اپنی روحانی ترقی کا سفر طے کر سکتا ہے۔

چونکہ ہم لوگ سال کے باقی گیارہ مہینوں میں دنیا کے کام کاج میں مشغول اور منہمک رہتے ہیں جن کا براہِ راست فائدہ ہمارے اس مادی جسم کو پہنچتا ہے اور دنیوی کاموں کے مقابلے میں خالص عبادات کی مقدار نسبتاً کم ہوتی ہے اس لئے ہم روحانی سفر میں خاصے پیچھے رہ جاتے ہیں روح اور جسم کے اس فاصلے کو کم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سال میں ایک مہینہ رمضان شریف کا عطا فرمایا ہے جس

میں ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے جس سے انسانوں کے دلوں میں نیکی اور عبادت کا رجحان قوت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے دوسری طرف اس مہینے میں شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں جس سے گناہوں میں کمی واقع ہوتی ہے تیسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزہ وتراویح اور اعتکاف جیسی مخصوص عبادات رکھ دی ہیں جن کو اگر آداب کے ساتھ ادا کیا جائے تو یہ بجائے خود انسان کی روحانی ترقی کی ضامن ہیں۔ اس طرح اس مہینے کو شرعی قاعدے کے مطابق گزارنے کے نتیجے میں انسان کی روح اور جسم کا فاصلہ سمٹ کر کم ہوجاتا ہے۔

اس مہینے کی برکات سے مستفید ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی ہر طرح کے گناہوں سے سچے دل کے ساتھ توبہ استغفار کرلینی چاہئے اور آئندہ کیلئے اپنی زندگی کے تمام کام شرعی حکم کے مطابق گزارنے کا سچا اور پکا ارادہ کرلینا چاہئے۔

## روزہ

رمضان شریف کی مخصوص عبادات میں سے ایک اہم عبادت روزہ ہے روزہ دینِ اسلام کے ارکان میں سے ہے قرآن مجید میں صاف الفاظ میں اس کی فرضیت واہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (سورۃ بقرۃ آیت ۱۸۳)

**ترجمہ:** ''اے ایمان والو فرض کئے گئے تم پر روزے جیسے فرض کیے گئے تھے تم سے پہلوں پر تاکہ تم پرہیز گار ہوجاؤ''

اس آیت میں روزہ کی فرضیت واہمیت بھی بیان کی گئی اور روزے کا مقصد بھی۔ چنانچہ روزے کی فرضیت بیان فرمانے کے ساتھ یہ بھی ذکر فرمایا کہ یہ روزے کی فرضیت کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں بلکہ پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے اس سے روزے کی عبادت کی خاص اہمیت معلوم ہوئی کہ یہ عبادت پچھلی امتوں پر بھی لازم تھی۔

اور روزہ کی عبادت میں ایک خاص بات ایسی پائی جاتی ہے جو اور کسی عبادت میں نہیں پائی جاتی نہ نماز میں، نہ حج وعمرہ میں، نہ ذکر وتلاوت میں، اور وہ یہ ہے کہ روزہ کی عبادت ادا کرنے کے لئے اپنے دین یا دنیا کے کسی کام کو چھوڑنا نہیں پڑتا کیونکہ روزہ نام ہے ایک مخصوص وقت میں کھانے پینے وغیرہ سے رُکنے کا۔

چنانچہ روزہ رکھے ہوئے انسان اپنا دینی کام بھی بلاتکلف جاری رکھ سکتا ہے اور دنیوی کام بھی۔مثلاً روزہ کی عبادت جاری ہوتے ہوئے انسان نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔تلاوت بھی کرسکتا ہے،ذکر بھی کرسکتا ہے،دعا بھی مانگ سکتا ہے،طواف بھی کرسکتا ہے اور عمرہ بھی کرسکتا ہے اسی طرح دنیوی کام مثلاً روزہ کی حالت میں خرید وفروخت کرنا،محنت مزدوری کرنا،برتن دھونا،کپڑے دھونا،صفائی کرنا،سب کام آسانی ہوسکتے ہیں

(بحوالہ''ماہِ رمضان کے فضائل واحکام''ص۹۸،مصنفہ حضرت مفتی محمد رضوان صاحب زید مجدہٗ)

غرضیکہ روزہ کی عبادت کے لئے،نماز اور حج وعمرہ کی طرح الگ سے وقت فارغ نہیں کرنا پڑتا،بلکہ روزہ کی حالت میں انسان آرام بھی کرسکتا ہے،اور اس کا یہ آرام بھی عبادت میں شمار ہوگا چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ روزہ دار عبادت(کی حالت)میں ہوتا ہے جب تک غیبت نہ کرے اگرچہ اپنے بستر پر سویا ہوا ہی کیوں نہ ہو۔

گویا رمضان کی برکات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی عبادت کو فرض قرار دے دیا ہے جو ہر مسلمان سے بلاتکلف ادا ہوتی رہتی ہے اور فرض ہونے کی وجہ سے مسلمان اس کا اہتمام بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ روزے کو اس کے آداب کے مطابق ادا کیا جائے تاکہ اس کی برکات سے پوری طرح مستفید ہوا جاسکے ہمارے ہاں روزہ تو ضرور رکھ لیا جاتا ہے بلکہ خواتین روزے کی عبادت میں عموماً مردوں سے زیادہ باہمت معلوم ہوتی ہیں کہ فرض روزے کے علاوہ نفلی روزے بھی بڑے شوق اور اہتمام سے رکھ لیتی ہیں مگر روزے کے آداب کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے بسا اوقات اس حدیث کا مصداق ہوجاتی ہیں جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

(بخاری، كتاب الصوم،باب من لم يدع قول الزور والعمل به فی الصوم)

**ترجمہ:** جو شخص روزہ رکھ کر بھی غلط کلام(مثلاً جھوٹی بات وغیرہ)اور غلط کام نہ(گناہ وغیرہ) چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ (گناہوں کو چھوڑے بغیر)محض کھانا پینا چھوڑ دے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں روزے کے مقبول ہونے کیلئے ضروری ہے کہ انسان کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ ہر طرح کے گناہوں سے بھی اپنی زبان اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور

گناہ کی باتیں اور گناہ والے کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پرواہ نہیں اس لئے روزہ رکھ کر ہر طرح کے گناہوں سے پرہیز کیا جائے، اور آداب کا لحاظ رکھا جائے۔

## روزے کے آداب

مشائخ نے روزے کے چھ آداب بتلائے ہیں۔

روزہ دار کو ان کا اہتمام بے حد ضروری ہے۔ ان آداب کی رعایت کر کے ہی روزہ کے مذکورہ فضائل وفوائد پوری طرح حاصل ہوسکتے ہیں، اور ان آداب کی جتنی خلاف ورزی کی جائے گی اس کے اعتبار سے روزہ کے فضائل وفوائد میں کمی آتی چلی جائے گی۔

لہٰذا روزہ کے فضائل وفوائد کے ساتھ ساتھ ان آداب کی رعایت بھی ضروری ہے۔

## (۱)......نگاہ کی حفاظت

ٹی وی نہ دیکھیں خواہ پروگرام مذہبی یا تعلیمی نوعیت کا ہو، فلم نہ دیکھیں مرد نامحرم عورتوں کو اور عورتیں نامحرم مردوں کو نہ دیکھیں، نامحرم مرد وعورت کی تصویریں اور فوٹو بھی نہ دیکھیں یہ سب حرام ہیں۔

## (۲)......زبان کی حفاظت

جھوٹ، غیبت، چغلی، فضول گفتگو، بدکلامی، گالی گلوچ، لعن وطعن، لڑنا جھگڑنا، غرور وتکبر، بے حیائی اور فحش باتوں سے اور استہزاء اور مذاق کرنے سے، اور گانوں، قوالیوں، غزلوں سے بچیں، غیبت سے خاص طور پر بچیں۔

## (۳)......کان کی حفاظت

نامحرم عورتوں کی گفتگو سننے گانا باجا سننے، قوالیاں سننے، ریڈیو اور ٹی وی کے غیر شرعی پروگرام سننے دوسروں کی غیبت سننے، فضول مجلسوں میں بیٹھ کر لوگوں کی فضول بکواس سننے سے اپنے کانوں کو بچائیں۔

## (۴)......دیگر اعضاء کی حفاظت

ہاتھوں سے ناحق کسی کو مارنے یا کسی طرح سے تکلیف دینے، نامحرم عورت کے بدن کو چھونے اور آنکھوں سے گھورنے، قدموں سے فلم یا ٹی وی دیکھنے کے واسطے جانے یا اور کسی گناہ کی طرف جانے اور پیٹ کو حرام اور مشتبہ غذا سے بچائے رکھنے کا پورا اہتمام کریں۔

اس آخری بات یعنی حرام سے خاص طور پر بچیں۔

## (۵)......شکم سیری سے حفاظت

سحری وافطار کے وقت بہت زیادہ پیٹ نہ بھریں کہ چلنا پھرنا اور سانس لینا دوبھر ہو جائے (اگرچہ حلال مال سے ہو) کیونکہ ایسا کرنا روزہ کے مقصد کے خلاف ہے۔

ہم لوگوں کا یہ حال ہے کہ دن بھر جو کھانا پینا چھوڑا تھا افطار کے وقت اس کی کمی کو ضرورت سے کہیں زیادہ پورا کرتے ہیں اور سحری میں دن بھر کی تیاری کے طور پر اتنا کھا لیتے ہیں کہ بغیر رمضان اور روزہ کی حالت میں بھی کبھی اتنا نہیں کھاتے جس کی وجہ سے دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، جو حرام تو نہیں، لیکن روزہ کے اصل مقصد کے خلاف ہے۔

اعتدال ہونا چاہئے، بس اتنا کھائیں کہ پیٹ اعتدال کے ساتھ بھر جائے مگر جی نہ بھرے

## (۶)......روزہ کی حفاظت

روزہ رکھنے اور عبادت کرنے والوں کو روزہ کے بعد ڈرتے رہنا چاہئے کہ نہ معلوم یہ روزہ قابل قبول ہے یا نہیں؟

اسی طرح ہر عبادت کے بعد سوچنا چاہئے کہ نہ معلوم اس میں کوئی ایسی کوتاہی تو نہیں ہوگئی جس سے یہ عبادت منہ پر ماردی جائے۔

لہٰذا اخلاصِ نیت کے ساتھ عبادت وطاعت پر ناز اور تکبر ہرگز نہ کرے بلکہ ڈرتا اور دعا کرتا رہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے۔

بہت سے لوگ روزہ رکھ کر ان آداب کو نہیں بجالاتے اور وہ مختلف گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں، غیبت کا مرض تو عام ہے۔

اور اس کے علاوہ بھی بے شمار گناہ ایسے ہیں جو عام طور پر زندگی میں مسلسل (Regular) چلتے ہیں اور یہ تسلسل رمضان کے مہینے اور روزہ کی حالت میں بھی برقرار رہتا ہے۔

## تراویح

روزے کے علاوہ رمضان شریف کی دوسری خاص عبادت تراویح کی نماز ہے جو سنت درجے کی عبادت

ہے۔حدیث شریف میں ہے

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (بخاری، باب تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنَ الْإِيمَانِ)

**ترجمہ:** جس شخص نے رمضان ( کی رات میں ) میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھیں ) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ تو یہ عمل اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔

''اس صحیح حدیث میں رمضان میں ایمان ویقین اوراخلاص کے ساتھ قیام کرنے پر یہ فضیلت سنائی گئی ہے، کہ اس کی برکت سے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور مراد صغیرہ گناہ ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہوں کے معاف ہونے کیلئے توبہ ضروری ہے، اوراس حدیث میں رمضان کے قیام سے مراد، تراویح کی نماز ہے اور دوسری احادیث میں اس کے سنت ہونے کی بھی وضاحت ہے'' (ماہ رمضان کے فضائل واحکام ۱۰۲ مصنفہ مفتی محمد رضوان صاحب زیدمجدہٗ )

تراویح کی نماز میں ایک خاص بات جواورنمازوں میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ تراویح کی نماز میں انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چالیس سجدے کرتا ہےاور چالیس کے عدد کوانسان کی حالت کے بدلنے میں خاص دخل ہےاور دوسری طرف حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ بندہ اپنے رب کے نزدیک سب سے زیادہ سجدے کی حالت میں ہوتا ہے (مسلم شریف )

اس لئے جب ایک انسان رمضان شریف کی مبارک راتوں میں روزانہ اللہ کے حضوراخلاص سے چالیس سجدے کرے گا تو اسے کس قدر اللہ کا قرب حاصل ہوگا۔

اس لئے تراویح کی نماز کو بھی شوق اوراہتمام سے ادا کرنے کا معمول بنایا جائے۔

بہت ساری خواتین روزہ تو رکھتی ہیں، لیکن تراویح کی نماز سستی کی وجہ سے چھوڑ دیتی ہیں، اور بعض خواتین جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتیں، وہ تراویح بھی چھوڑ دیتی ہیں، یہ بھی غلط ہے۔

اس لئے کہ روزہ رکھنا الگ حکم ہے، اور تراویح پڑھنا الگ حکم ہے، ایک حکم پر عمل نہ ہوسکنے کی وجہ سے دوسرے کو بھی چھوڑ دینا درست نہیں۔

تراویح کی نماز میں مشغولی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کی راتوں کو بھی لغویات سے بچائے

رکھنے کا ایک ذریعہ ہم لوگوں کو عطا فرما دیا ہے؛ اس لئے تراویح کی نماز کی بھی قدر کرنی چاہئے۔

## اعتکاف

جس طرح رمضان شریف کو باقی مہینوں پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح رمضان شریف کے آخری عشرے کو اس کے پہلے دونوں عشروں پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی آخری عشرے کی راتوں میں شب قدر ہونے کے زیادہ امکانات ہیں اور شب قدر کے حصول کی خاطر آخری عشرے میں اعتکاف کا عمل کیا جاتا ہے۔

اعتکاف بھی ایک سنت عمل ہے جو ہر مسلمان مرد وعورت پر اگرچہ ضروری نہیں مگر باعثِ فضیلت ضرور ہے اور یہ فضیلت خواتین بھی اپنے گھر میں اعتکاف کر کے حاصل کر سکتی ہیں اس لئے جس خاتون کو کوئی عذر نہ ہو اور حیض ونفاس وغیرہ سے بھی ان دنوں پاک ہو تو اسے یہ فضیلت حاصل کرنی چاہئے۔ سنت اعتکاف تو بیسویں روزے کو سورج غروب ہونے سے لے کر عید کا چاند نظر آنے تک کرنا ضروری ہے اس سے کم اعتکاف سنت نہیں کہلاتا لیکن اگر کوئی خاتون اس سے کم وقت (مثلاً تین دن، ایک دن یا اس سے بھی کم وقت) کا اعتکاف کرنا چاہے تو نفل اعتکاف کی نیت سے کیا جا سکتا ہے۔ ان مخصوص عبادات کے علاوہ تلاوت، ذکر، دعا، استغفار اور صدقہ خیرات جیسی نیکیاں بھی اس ماہ میں بکثرت کرتے رہنا چاہئے کہ اس ماہ میں نیکی کا اجر کئی گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اپنے اوقات کو لغویات وفضولیات سے بچانے کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے کہ اکثر اس ماہ کے قیمتی اوقات کو فضول کاموں مثلاً اخبار پڑھنے، بازاروں میں گھومنے پھرنے، یا فضول گپ شپ کرنے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ جو بڑی نحوست کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، آمین۔

---


# ٹوپی کی شرعی حیثیت

**حضور ﷺ، صحابۂ کرام، تابعین، محدثین وفقہائے کرام سے ٹوپی پہننے کا ثبوت، عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننے کے سنت ہونے اور مشرکین کا طریقہ نہ ہونے کی بحث، ٹوپی کے اوپر علماء وصلحاء کے رومال اوڑھنے کی حیثیت، ننگے سر رہنے اور گھومنے پھرنے اور ننگے سر نماز پڑھنے کے مروجہ طریقہ پر مدلل ومفصل کلام، اور اس سلسلہ میں پیش کردہ شبہات کا ازالہ، اور چند اہم متعلقہ مسائل**

**مصنِّف: مفتی محمد رضوان**

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

# تراویح کی بیس رکعات کے سنت ہونے کا ثبوت

## سوال

رمضان المبارک میں جوعشاء کی نماز کے بعد تراویح کی نماز پڑھی جاتی ہے،اس کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اس کی بیس رکعات کا ثبوت نہیں، بلکہ یہ آٹھ رکعات ہیں۔

اس سلسلہ میں وضاحت کی جائے کہ تراویح کی بیس رکعات کا ثبوت کس دلیل سے ہے؟

## جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تراویح رمضان المبارک کا خاص عمل ہے،جس طریقے سے رمضان کا ایک خاص عمل روزہ ہے،فرق یہ ہے کہ روزہ دن کا عمل ہے،اورتراویح رات کا عمل ہے،اورروزہ فرض ہے مگرتراویح سنت ہے۔

لیکن اس کے باوجودتراویح پر حاصل ہونے والا اجرانعام بہت عظیم ہے۔

اورتراویح پورے رمضان کی سنت ہےاور یہ مردوعورت سب کے حق میں سنت ہے،جس کا ثبوت احادیث اورحضور ﷺ کے عمل کے علاوہ خلفاءِ راشدین اورصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ہے،اورصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آج تک مسلمانوں کا متواتراس پرعمل چلا آرہاہے،چاروں فقہائے کرام بھی تراویح کے مسنون ہونے پر متفق ہیں۔

بہت سی احادیث میں تراویح کی بڑی فضیلت بتلائی گئی ہے،اورتراویح کے عمل کی ترغیب دی گئی ہے،اور حضور ﷺ اورصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیاہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری، بَاب تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ الْإِيمَانِ)

**ترجمہ:** بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان (کی رات) میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھیں) ایمان کی حالت میں اورثواب کی امید رکھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ تو

Idara Ghufran

یہ عمل اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا(ترجمہ ختم)

اس صحیح حدیث میں رمضان میں ایمان ویقین اوراخلاص کے ساتھ قیام کرنے پر یہ فضیلت سنائی گئی ہے، کہ اس کی برکت سے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور مراد صغیرہ گناہ ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہوں کے معاف ہونے کے لئے توبہ ضروری ہے،،اوراس حدیث میں رمضان کے قیام سے مراد؛تراویح کی نماز ہے،اوردوسری احادیث میں اس کے سنت ہونے کی بھی وضاحت ہے۔

تراویح کی بیس رکعات ہیں اور یہ بیس رکعات سرکارِدوعالم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں اسی لئے حضرات تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ،حضرت امام شافعی،حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک تراویح کی بیس رکعات ہیں اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق بھی تراویح کی بیس رکعات ہیں، اورایک روایت کے مطابق اس سے بھی زیادہ ہیں(بیس سے کم کسی روایت میں نہیں)ان چاروں برحق اماموں نے بیس سے کم تراویح کو اختیار نہیں فرمایا، یہی جمہور کا قول ہےاورآج تک مشرق سے مغرب تک پوری دنیامیں اسی پر اہلُ السنۃ والجماعۃ کا عمل ہے۔

حرمین شریفین میں بھی آج تک اسی پر عمل ہوتا رہاہے۔

اورتہجد وتراویح کوایک نماز سمجھنا،اورآٹھ رکعات کوتراویح سمجھنا بلکہ تراویح کا نام دینا بھی صحیح نہیں، کیونکہ ’’تراویح‘‘ تَـرْوِیْـحَۃٌ کی جمع ہےاورتَـرْوِیْـحَۃٌ چاررکعت کے بعدایک دفعہ وقفہ کرنے کو کہتے ہیں،اور’’تَـرْویحتـان‘‘ دووقفوں کوکہاجائے گا،جیسے والدین کا لفظ،والداوروالدہ،دوافراد کے لئے بولا جاتاہے،اوراسی طرح جانبین ،اور طرفین ،کالفظ،دوکےمجموعے پربولا جاتاہے،اور تـراویـح دوسےزیادہ وقفوں کوکہاجائے گا۔حضرت عمررضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح کی ہرچاررکعت کے بعدوقفہ ہوا کرتا تھا،اور بیس رکعت کے بعدیہ کل پانچ وقفے بنا کرتے تھے،ان وقفوں کی مناسبت سےاس نماز کانام تراویح پڑ گیا۔

(ملاحظہ ہو:السنن الکبریٰ للبیھقی ،باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شھر رمضان ،اعلاء السنن ج ۷ ص ۷۶ ،الروض المربع شرح زاد المستنقع فی اختصار المقنع، لمنصور بن یونس بن ادریس بھوتی حنبلی رحمہ اللہ،باب صلاۃ التراویح )

اس سے معلوم ہوا کہ تین وقفوں سے کم کی صورت میں(جو کہ کم ازکم بارہ رکعات پرہوتے ہیں)تراویح نام رکھنا درست نہیں بنتا۔لہٰذا جولوگ آٹھ رکعت کوتراویح کا نام دیتے ہیں،وہ صحیح نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

’’كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَادَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّمِئْزَرَهٗ ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهٗ حَتّٰى يَنْسَلِخَ‘‘ (شعب الايمان للبيهقى ،كتاب الصيام، باب فضائل شهر رمضان ، واللفظ لهٗ،فضائل الاوقات للبيهقى حديث نمبر ٦٧ ، صحيح ابنِ خزيمة حديث نمبر ٢٠٢٩ ،الكامل لابن عدى،جز ٥ ص ١١٧ )

**ترجمہ:** جب رمضان کا مہینہ داخل ہوجاتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا ازار بن کس لیتے ، پھر اپنے بستر مبارک پر نہ آتے یہاں تک کہ رمضان المبارک گزر جاتا (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں رمضان میں کثرت سے عبادت میں مشغول ہوتے تھے،اور جب تک پورے رمضان کا اعتکاف فرماتے رہے،اس وقت تک بیویوں سے بھی علیٰحدگی رکھتے تھے،اور جب آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا تو پھر اس دوران بیویوں سے علیٰحدگی رکھتے تھے۔

جبکہ تہجد کی نماز تو آپ ﷺ سارے سال ہی ادا فرمایا کرتے تھے،اگر رمضان میں بھی تہجد کی رکعتوں کے برابر نماز پڑھتے تو پھر ان الفاظ کا کیا مقصد ہوتا؟

ایک دوسری سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

" كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ، وَكَثُرَتْ صَلَاتُهٗ، وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَآءِ، وَأَشْفَقَ مِنْهُ "(شعب الايمان ،كتاب الصيام، باب فضائل شهر رمضان ،حديث نمبر ٣٣٥٣، فضائل الاوقات للبيهقى حديث نمبر ٦٨)

**ترجمہ:** ’’جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تو آپ ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا اور آپ کی نمازوں میں زیادتی ہوجاتی تھی اور دعاء میں تضرّع وزاری بڑھ جاتی تھی اور آپ ﷺ کا رنگ سرخ ہوجاتا تھا‘‘(ترجمہ ختم)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ اسی مضمون کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے،اور یہ روایت اس سے پہلے ذکر شدہ روایت کے مضمون کے مطابق ہے،لہٰذا یہ حدیث کم از کم حسن درجے میں داخل ہے۔

امام،محدث،حافظ عبداللہ بن یوسف جرجانی رحمہ اللہ اپنی سند سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ " :ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ . "(تاریخ جرجان، باب من اسمه علی، جزء ۱ صفحه ۸۵)

**ترجمہ:** نبی ﷺ رمضان کی ایک رات گھر سے مسجد میں تشریف لائے، پھر لوگوں کو چوبیس رکعتیں (چار فرض، اور بیس تراویح) اور تین وتر پڑھائے (ترجمہ ختم)

**فائدہ:** اس حدیث کو خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام اور جمہور امت کے عمل، نیز حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی آگے آنے والی حدیث سے تائید حاصل ہے۔ اس لیے یہ حدیث حسن درجے میں داخل ہے۔ [1]

ابنِ ابی شیبہ؛ یزید بن ہارون سے، اور وہ ابراہیم بن عثمان سے؛ اور وہ حکم بن عتیبہ سے اور وہ مقسم سے؛ اور وہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ (ابن ابی شیبه)

**ترجمہ:** رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور امام طبرانی رحمہ اللہ علی بن جعد رحمہ اللہ کے حوالہ سے اس حدیث کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۱۹۳۴، المعجم الاوسط، حديث نمبر ۵۴۴۰)

**ترجمہ:** رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے ایک اور سند کے ساتھ اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرَ (المعجم الاوسط حديث نمبر ۷۹۸)

**ترجمہ:** نبی ﷺ رمضان المبارک میں وتروں کے علاوہ بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور امام ابنِ حمید رحمہ اللہ ابو نعیم کے حوالہ سے اس حدیث کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ:

---

[1] اور اس حدیث کی سند پر مدلل اور مفصل کلام ہم نے اپنی کتاب ''ماہِ رمضان کے فضائل واحکام'' کے جدید ایڈیشن میں ذکر کر دیا ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّىْ فِىْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ، وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مسند عبد ابن حميد حديث نمبر ٦٥٥)

**ترجمہ:** رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ منصور بن ابی مزاحم کے حوالہ سے اس حدیث کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يُصَلِّىْ فِىْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِىْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ (السنن الكبرىٰ للبيهقى، باب ما روى فى عدد ركعات القيام فى شهر رمضان)

**ترجمہ:** نبی ﷺ ماہِ رمضان میں بغیر جماعت کے بیس رکعات (تراویح) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور ابوالحسن محمد بن طلحہ نعالی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۱۳ ہجری) منصور بن ابی مزاحم کے حوالہ سے اس حدیث کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّىْ فِىْ شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ (جزء من حديث أبى الحسن محمد بن طلحة النعالى حديث نمبر ۳۳)

**ترجمہ:** رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

مذکورہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ تراویح کی رکعات کی مسنون تعداد بیس رکعات ہیں۔ [1]

یہ حدیث مندرجہ ذیل وجوہات کے پیشِ نظر حسن اور مقبول درجہ میں داخل ہے۔

**(۱)**......اس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے تائید حاصل ہے۔

اور جب ضعیف حدیث کو کسی دوسری حدیث سے تائید حاصل ہو جائے ؛ اگرچہ وہ دوسری حدیث ضعیف ہی کیوں نہ ہو، تو اس کا ضعف منجبر ہو جاتا ہے۔

**(۲)**......اس حدیث کو خلفائے راشدین کے عمل سے قوت حاصل ہے۔

اور خلفائے راشدین کا عمل صحیح احادیث کی روشنی میں بذاتِ خود سنت ہے۔

---

[1] اس حدیث کی سند پر مدلل اور مفصل کلام ہم نے اپنی کتاب ''ماہِ رمضان کے فضائل واحکام'' کے جدید ایڈیشن میں ذکر کر دیا ہے۔

Idara Ghufran

**(۳)**......اس حدیث سے متعدد فقہاء نے بیس تراویح پر استدلال کیا ہے۔

اور فقہائے کرام کے کسی حدیث سے استدلال کرنے سے وہ مقبول درجہ حاصل کر لیتی ہے۔

**(۴)**......اس حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے، یعنی صحابہ وتابعین اور جمہور امت کا تعامل اس کے مطابق ہے۔ اور جب کسی حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ اس کی وجہ سے مقبول قرار پاتی ہے، اگرچہ اس کی سند صحیح نہ ہو۔

ابنِ ابی شیبہ حمید بن عبدالرحمٰن سے اور وہ حسن بن صالح سے اور وہ عبدالعزیز بن رفیع سے روایت کرتے ہیں کہ:

**كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ** (مصنف ابنِ ابی شیبة،باب کم یصلی فی رمضان من رکعة)

**ترجمہ:** رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں تراویح پڑھانے کے لئے مامور کیا تھا، اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے تراویح پڑھاتے تھے، اور پہلے روایات میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پچھلی صف میں موجود ہوا کرتے تھے۔

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں باجماعت بیس تراویح ادا کی جاتی تھیں

اور ابنِ ابی شیبة ہی حضرت وکیع سے اور وہ مالک بن انس سے اور وہ یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ:

**أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً** (مصنف ابنِ ابی شیبة،باب کم یصلی فی رمضان من رکعة)

**ترجمہ:** حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے (ترجمہ ختم)

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ یزید بن رومان سے، روایت کرتے ہیں:

**كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ**

رَ کْعَةً(مؤطاامام مالک ،باب ما جاء فی قیام رمضان)

**ترجمہ:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے(ترجمہ ختم)

اس روایت کی سند قوی ہے۔

ابنِ ابی الدنیا حضرت شجاع بن مخلد سے اور وہ ہشیم سے اور وہ یونس بن عبید سے اور وہ حضرت حسن سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ:

كَانُوا يُصَلُّوْنَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ، وَالْوِتْرَ ثَلَاثًا (فضائل رمضان لابنِ ابی الدنیا حدث نمبر ۴۸)

**ترجمہ:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان کے مہینہ میں لوگ بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے(ترجمہ ختم)

اس روایت کے تمام روای انتہائی اعلیٰ درجہ کے معتبر اور ثقہ راوی ہیں۔

ان روایات سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس تراویح پڑھی جاتی تھیں

امام ابوبکر فریابی، تمیم بن منتصر سے، اور وہ یزید بن ہارون سے اور وہ ابنِ ابی ذئب سے اور وہ ابنِ خصیفہ سے، اور وہ حضرت سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً -وَلٰكِنْ كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ بِالْمِائَتَيْنِ فِیْ رَكْعَةٍ ، حَتّٰى كَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰى عُصِيِّهِمْ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ(الصیام للفریابی حدیث نمبر ۱۵۸)

**ترجمہ:** حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے، اور ایک رکعت میں سوسو آیات پڑھا کرتے تھے، یہاں تک کہ قیام کی شدت کی وجہ سے لوگ اپنی لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے(ترجمہ ختم)

یہ روایت سند کے لحاظ سے انتہائی عمدہ اور قوی و مضبوط ہے۔

اگر بیس رکعات حضور ﷺ سے ثابت نہ ہوتیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہرگز اس کا اہتمام نہ فرماتے، کیونکہ پھر یہ بدعت ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ بدعات کا دشمن کون ہوسکتا تھا؟

اور اگر بالفرض ان سے کوئی غلطی ہوتی تو حضور ﷺ کی سنت پر جان دینے والے صحابۂ کرام اس کو کیسے

گوارا کر سکتے تھے؟ جبکہ اس وقت صحابۂ کرام کی بہت بڑی تعداد موجود تھی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں، اور آپ کا حجرہ مبارک مسجدِ نبوی کے بالکل متصل تھا، جہاں آپ کی موجودگی میں بیس تراویح ادا کی جارہی تھیں۔

یقیناً ان حضرات کے پاس حضور ﷺ کا کوئی قول یا فعل موجود تھا، خواہ وہ ہم تک صحیح سند کے ساتھ نہ پہنچ سکا ہو، اور ہم آپ ﷺ کا فعل حدیثِ جابر وابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روشنی میں پہلے پیش کر چکے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حافظ ابوعبداللہ فنجویہ سے، اور وہ ابوبکر احمد بن محمد سنی سے؛ اور وہ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد سے، اور وہ علی بن جعد سے، اور وہ ابنِ ابی ذئب سے؛ اور وہ یزید بن خصیفہ سے؛ اور وہ حضرت سائب بن یزید سے اس طرح روایت کرتے ہیں:

**كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً -قَالَ -وَكَانُوْا يَقْرَءُوْنَ بِالْمِئِيْنِ ، وَكَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰى عُصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ** (السنن الكبرىٰ للبيهقي ،باب ما روى فى عدد ركعات القيام فى شهر رمضان)

**ترجمہ:** حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان کے مہینے میں بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے، اور ایک رکعت میں سوآیات پڑھا کرتے تھے، اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قیام کی شدت کی وجہ سے لوگ اپنی لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے۔

اس معتبر ومستند اور موصول روایت سے معلوم ہوا کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح ادا کی جاتی تھیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی اس کا تسلسل جاری رہا۔

بلکہ آخری خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی تراویح کی بیس رکعات ادا کی جاتی تھیں امام بیہقی رحمہ اللہ؛ حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

**عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا الْقُرَّاءَ فِيْ رَمَضَانَ ، فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلاً يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً .قَالَ :وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُوْتِرُ بِهِمْ.**

**وَرُوِيَ ذٰلِكَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ عَلِيٍّ** .(السنن الكبرىٰ للبيهقي ،باب ما روى فى

عدد رکعات القیام فی شهر رمضان)

**ترجمہ:** حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قراء کو بلایا پھر ان میں سے ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے، اور وتر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود پڑھایا کرتے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت دوسرے طریقہ سے بھی روایت کی گئی ہے (ترجمہ ختم)

امام بیہقی رحمہ اللہ کے کلام سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس تراویح کا ثبوت صرف اس ایک روایت پر موقوف نہیں ہے، بلکہ دوسری روایات سے بھی ثابت ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ؛ ہی اپنی سند سے ابی الحسناء سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلاً أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (السنن الکبریٰ للبیهقی ،باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان)

**ترجمہ:** حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح پڑھایا کرے (ترجمہ ختم)

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح کا حکم فرمایا تھا۔

اس روایت کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن دوسری روایات کے پیشِ نظر اس روایت کا ضعف قطعاً نقصان دہ نہیں۔

امام ابنِ ابی شیبہ رحمہ اللہ؛ حضرت وکیع سے، اور وہ حسن بن صالح سے اور وہ عمرو بن قیس سے اور وہ ابوالحسناء سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً (مصنف ابنِ ابی شیبة،باب کم یصلی فی رمضان من رکعة)

**ترجمہ:** حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح پڑھایا کرے (ترجمہ ختم)

یہ روایت بھی پہلی روایت کی شاہد ہے، اس لئے اس کی سند میں جو بعض حضرات نے ضعف کا حکم لگایا ہے؛ وہ نقصان دہ نہیں۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ خلفائے راشدین کا معمول بیس تراویح پڑھنے کا تھا، اور حضور ﷺ نے صحیح حدیث میں خلفائے راشدین کے عمل کو سنت قرار دیا ہے، اور اس پر مضبوطی سے عمل کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ اپنی سند سے حضرت زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں :

كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ ،قَالَ الْاَعْمَشُ كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلٰث (قيام رمضان لمحمد بن نصر المروزی،باب عدد الركعات التي يقوم بها الإمام للناس فی رمضان )

**ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھاتے تھے، اور جب فارغ ہوکر واپس ہوتے تو ابھی رات باقی ہوتی۔

حضرت اعمش کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَرُوِّيْنَا عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ، وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (السنن الكبرىٰ للبيهقی ،باب ما روی فی عدد ركعات القيام فی شهر رمضان)

**ترجمہ:** اور ہم نے حضرت شتیر بن شکل سے روایت کیا، اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے کہ وہ لوگوں کو رمضان کے مہینہ میں بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت شتیر بن شکل بہت اعلیٰ درجہ کے تابعی ہیں، اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے بھی ہیں۔

امام ابنِ ابی الدنیا؛ حضرت شجاع بن مخلد سے، اور وہ ہشیم سے، اور وہ عبدالملک سے اور وہ جلیل القدر تابعی حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ، وَالْوِتْرَ ثَلَاثًا (فضائل رمضان لابنِ ابی الدنيا حديث نمبر ۴۹)

**ترجمہ:** صحابہ وتابعین رمضان کے مہینہ میں تراویح کی بیس رکعات اور تین وتر پڑھا کرتے

تھے (ترجمہ ختم)

یہ روایت سند کے لحاظ سے بالکل درست ہے۔

اور امام ابنِ شیبہ؛ ابنِ نمیر سے اور وہ عبدالملک سے، اور وہ حضرت عطاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلاثًا ,وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، باب کم یصلی فی رمضان من رکعة)

**ترجمہ:** صحابہ وتابعین رمضان کے مہینہ میں بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

یہ روایت بھی سند کے لحاظ سے مستند ہے۔

اور ابنِ ابی الدنیا؛ حضرت شجاع بن مخلد سے، اور حضرت ہشیم سے، اور وہ منصور بن زاذان سے، اور وہ حضرت حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

كَانُوْا يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (فضائل رمضان لابنِ ابی الدنیاحدیث نمبر ۵۳)

**ترجمہ:** صحابہ وتابعین تراویح کی بیس رکعات پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت کی سند عمدہ ہے۔

امام ابو یوسف حضرت امام ابوحنیفہ سے اور وہ حضرت حماد سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ:

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ (الآثار لابی یوسف حدیث نمبر ۲۱۱)

**ترجمہ:** صحابہ وتابعین پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعات تراویح) رمضان میں پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت کی سند صحیح ہے۔

مسلم شریف کے شارح امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ صَلَاةَ التَّرَاوِيْحِ سُنَّةٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَآءِ ، وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً ، يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ (الاذکار النوویة، جزء ۱ صفحه ۱۸۳)

**ترجمہ:** یہ بات جان لینی چاہئے کہ تراویح باتفاقِ علماء سنت ہے، اور وہ بیس رکعتیں ہیں، ہر

دو رکعت پر سلام پھیرا جائے گا(ترجمہ ختم)

اور ترمذی کی شرح العرف الشذی میں ہے:

**لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ بِأَقَلِّ مِنْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً فِي التَّرَاوِيْحِ ، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللهِ عَنْهُمْ** (العرف الشذی شرح سنن الترمذی،باب ماجاء فی قیام شهر رمضان)

**ترجمہ:** چاروں فقہائے کرام میں سے کسی کا بھی بیس رکعت سے کم تراویح کا قول نہیں،اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے(ترجمہ ختم)

اس کے علاوہ دیگر متعدد حضرات نے بھی یہی تفصیل بیان فرمائی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تراویح کی بیس رکعت پڑھنے پر صحابہ کا اجماع ثابت ہے،تو یہ امر بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ تراویح کی نماز بیس رکعت ہے،اوراسی پر عمل کرنا چاہئے،اوراسی وجہ سے فقہائے کرام اس بارے میں نہایت تاکید کرتے ہیں کہ تراویح کی نماز بیس رکعت پڑھنا چاہئے،اوراکثر ایسے امورِ شرعیہ ہیں کہ ان کے بارے میں جس قدر شرعاً(تاکید) ہے وہ پہلے معلوم نہ تھی،وہ تاکید اجماع سے ثابت ہے،اوراجماع بھی شرعاً حجت ہے،چنانچہ اجماع کا منکر کافر ہے،علی الخصوص جس امر پر اجماع ہواوروہ شعاراہلِ حق کا ہوجائے،اوروہ امراس کے لئے مابہ الامتیاز ہوجائے؛کہ جو شخص اس اجماع کے موافق عمل کرے،وہ اہلِ حق سے ہے،اورجو شخص اس کے خلاف عمل کرے،وہ بدعتی ہے،تواس اجماع پر عمل کرنے کے بارے میں نہایت تاکید ہے(فتاوی عزیزی ص ۴۸۵،مطبوعہ:ایچ ایم سعید،کراچی)

مذکورتفصیل سے انصاف پسندوں کے لئے یہ بات سمجھنا کوئی مشکل نہیں رہا کہ رمضان کے مہینے میں تراویح کی بیس رکعات سنت ہیں،اوران کے سنت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

(مزید تفصیل اوردلائل کے لئے ہماری کتاب''ماہِ رمضان کے فضائل واحکام''جدیدایڈیشن ملاحظہ فرمائیں)

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان مؤرخہ:۲۱/شعبان/۱۴۳۰ھ بمطابق 13 / جولائی/ 2009ء

دارالافتاء،والاصلاح ادارہ غفران،راولپنڈی

**کیا آپ جانتے ہیں؟** ترتیب: مفتی محمد یونس

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

# سوالات و جوابات

**۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۷ ستمبر ۲۰۰۱ء بعد از جمعۃ المبارک کے سوالات اور حضرت مدیر کی طرف سے ان کے جوابات۔**

ان مضامین کو ریکارڈ کرنے کی خدمت مولانا محمد ناصر صاحب نے، ٹیپ سے نقل کرنے کی خدمت مولانا ابرار حسین ستی صاحب نے اور نظر ثانی، ترتیب وتخریج نیز عنوانات قائم کرنے کی خدمت مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں......ادارہ

## گناہوں سے توبہ کا طریقہ

**سوال:**......کسی سے اگر کوئی کبیرہ گناہ ہوجائے تو اس کی معافی اور اس سے توبہ کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:**......اگر کسی سے کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہوجائے تو اس کی توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے تو اس گناہ سے الگ ہوجائے ،اور آئندہ اس گناہ میں مبتلا نہ ہونے کا پکا ارادہ کرے،اور سچے دل سے جو ہوچکا اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے ،ویسے تو ہر وقت گناہ سے توبہ کی جاسکتی ہے،اس کے لئے نہ تو کوئی وقت مخصوص ہے،اور نہ باوضو ہونا ضروری ہے،لیکن اگر کوئی شخص صلوٰۃ التوبہ دو رکعت نماز پڑھ کر معافی مانگے تو یہ افضل طریقہ ہے۔صلوٰۃ التوبہ میں جونسی چاہیں سورت پڑھ سکتے ہیں اور اگر اس میں پہلی رکعت میں قل یایھا الکٰفرون اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھ لی جائے تو یہ زیادہ افضل ہے۔

**کون سی چیز گناہ ہے؟:**......توبہ کرنے کے لئے ایک چیز یہ بھی معلوم ہونی چاہئے کہ کیا کیا چیزیں گناہ ہیں۔آجکل عام طور پر لوگوں کو یہی معلوم نہیں کہ کیا چیز گناہ ہے،اور کیا چیز گناہ نہیں،اسلئے کہ لاعلمی اور جہالت عام ہے،جس کی وجہ سے لوگوں کو آجکل یہی پتہ نہیں رہا کہ کونسی چیز گناہ ہے اور کونسی چیز ثواب ہے ،اس کا حل یہی ہے کہ انسان علم حاصل کرے،اور معلوم کرے کہ کون کونسی چیزیں گناہ ہیں؟اور کونسی گناہ نہیں ہیں؟ بعض اہلِ علم حضرات نے اس سلسلہ میں مستقل رسائل بھی تحریر فرمائے ہیں،جن میں کبیرہ اور

صغیرہ ہر قسم کے اکثر و بیشتر گناہوں کو جمع کر دیا اور گناہوں کی فہرست گنوا دی گئی، کہ کون کونسی چیزیں گناہ ہیں، اس لئے ان رسائل کا بھی مطالعہ کیا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ اپنے حالات سامنے رکھ کر انسان علماء سے پوچھ پوچھ کر اور معلوم کر کے جان سکتا ہے، مثلاً کوئی عمل کرنا چاہ رہا ہے، اس کے بارے معلوم کر لے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟ اگر آدمی پوچھے گا ہی نہیں اور معلوم ہی نہیں کریگا؛ تو پھر ظاہر ہے کہ نعوذ باللہ خود بخود وحی تو اُس پر آئے گی نہیں؛ کہ جبرائیل امین تشریف لائیں وحی لیکر کے کہ آپ کا یہ عمل غلط ہے اور گناہ ہے؛ بلکہ اُسے خود ہی معلوم کرنا پڑے گا، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

’’پس اگر تمہیں معلوم نہیں، تو جاننے والوں سے معلوم کرو‘‘

بعض جاہل لوگوں کا یہ سمجھنا کہ خود بخود ہمیں پتہ چل جائے گا، یہ غلط فہمی ہے خود بخود پتہ نہیں چلا کرتا۔

## صلاۃ التوبہ کا طریقہ

**سوال:**......صلوٰۃ التوبہ پڑھنے کا بہترین وقت کونسا ہے؟

**جواب:**......صلوٰۃ التوبہ کا کوئی بہترین وقت تو مقرر نہیں ہے جس وقت بھی کوئی انسان ادا کرنا چاہے، ادا کر سکتا ہے، کیونکہ توبہ کی تو ہر وقت ضرورت ہے، البتہ کیونکہ یہ نفل نماز ہے، اس لئے جس وقت میں نفل نمازیں پڑھنا مکروہ ہیں، اس وقت یہ نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے، اس کے علاوہ ہر وقت پڑھ سکتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ اگر کسی کو توفیق ہو جائے تہجد کے وقت پڑھنے کی تو اس وقت میں پڑھ لے، کیونکہ اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت زیادہ قریب ہوتی ہے، اور اس وقت دعا بھی زیادہ قبول ہوتی ہے، یہ وقت بہت قیمتی اور بہت افضل وقت ہے، پھر جب انسان سو کر اٹھتا ہے، تو اس وقت میں خالی الذہن ہوتا ہے، یکسوئی کے ساتھ توبہ کر سکتا ہے، پھر عام طور پر اس وقت سب لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں یکسوئی ہوتی ہے۔ تو اس طرح سے کئی وجہ سے اس وقت میں ادا کرنا زیادہ افضل ہے، اگر اس وقت میں نہ کر سکے پھر جس وقت بھی اُسے موقع مل جائے، اور نفل کے مکروہ اوقات نہ ہوں، یکسوئی کے ساتھ اور دل کی ندامت و شرمندگی کے ساتھ توبہ کرے، اور اس گناہ کو چھوڑنے کا ارادہ کرے، کم از کم توبہ کرتے وقت اور استغفار کرتے وقت تو یہ ارادہ کر لے کہ آئندہ میں وہ گناہ نہیں کروں گا پھر اتفاق سے بعد میں اگر ہو جائے تو الگ بات ہے لیکن اس وقت دل سے یہ پختہ ارادہ کر لے کہ اب اس گناہ کو نہیں کرونگا۔

**عبرت کدہ** ﴿اِنَّ فِیۡ ذَالِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَ بۡصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

# حضرت لوط علیہ السلام (قسط ۱)

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام، اور ان کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کے تذکرہ کے بعد چاہئے تو یہ تھا، کہ اسی مبارک خاندان کے تذکرہ کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام، اور ان کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام وغیرہ بنی اسرائیل کے دیگر انبیائے کرام کا تذکرہ ہوتا۔

لیکن چونکہ بنی اسرائیل کے انبیاء کا تذکرہ بڑا طویل ہے، اور بنی اسرائیل کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے پے در پے کئی انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے گئے۔

اور ان کا زمانہ بھی ایک کے بعد دوسرا مسلسل ہے، اس لئے ان کے تذکرہ سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہمعصر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ابتدائی ایمان لانے والی شخصیات میں سے حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ کر دینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے، تاکہ بعد میں جب بنی اسرائیل کے انبیاء کا تذکرہ ہو، تو اس میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو، اور ان کے حالاتِ زندگی بغیر کسی رکاوٹ کے مسلسل بیان ہوتے چلے جائیں۔

## حضرت لوط علیہ السلام کی تربیت و پرورش

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں، آپ کے والد کا نام ہارانؔ تھا، آپ کا بچپن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیرِ سایہ گزرا، اور آپ کی نشو ونما حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آغوشِ تربیت ہی میں ہوئی۔

## حضرت لوط علیہ السلام کا ایمان لانا

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بت پرستی کے ڈوبے ہوئے ماحول میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دی، اور اس کی پاداش میں آپ کی قوم نے آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں، یہاں تک کہ وقت کے بادشاہ نمرود نے آپ کو آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے

Idara Ghufran

آ گ نے آپ پر بالکل اثر نہیں کیا،تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھ کرسب سے پہلے حضرت لوط علیہ السلام مسلمان ہوئے۔

گویا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت سارہ ملتِ ابراہیمی کے پہلے مسلمان،اور''السابقون الاولون'' میں داخل ہیں۔

اوراس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کوقبول کرنے والے صرف دوافراد تھے،ایک حضرت لوط علیہ السلام،اور دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ حضرت سارہ جوحضرت لوط علیہ السلام کی چچازاد بہن تھیں۔

## حضرت لوط علیہ السلام کا ہجرت کرنا

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے وطن سے ملکِ شام کی طرف ہجرت فرمائی،تواس سفر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت سارہ بھی تھے۔

قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السلام کے ایمان اوران کی ہجرت کواس طرح بیان کیا گیا ہے:

فَـاٰمَـنَ لَـهٗ لُـوۡطٌ. وَقَـالَ اِنِّـىۡ مُهَـاجِـرٌ اِلٰـى رَبِّىۡ. اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ (سورة عنكبوت آيت ٢٦)

**ترجمہ:** (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وعظ پر بھی ان کی قوم نے نہ مانا)صرف لوط (علیہ السلام) نے ان کی تصدیق فرمائی،اورابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں (تم لوگوں میں نہیں رہتا، بلکہ)اپنے پروردگار کی (بتلائی ہوئی جگہ کی) طرف ترکِ وطن کرکے چلاجاؤں گا ،بے شک وہ زبردست حکمت والا ہے(وہ میری حفاظت کرے گا،اور مجھ کواس کاثمرہ عطا کرے گا)

اس آیت میں اگرچہ صراحتاً حضرت لوط علیہ السلام ذکر نہیں،مگر جیسا کہ حضرت سارہ کا بھی اس آیت میں ذکر نہیں ہے، بلکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھیں،اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کا بھی مستقلاً ذکر نہیں، کیونکہ آپ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے(معارف القرآن ج۶ص۶۸۶)

''مُهَـاجِـرٌ اِلٰـى رَبِّىۡ ''میں وطنی اورروحانی دونوں قسم کی ہجرتیں مراد ہیں،حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اللہ کے دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا وطنی ہجرت ہے،اور باپ دادا کے قدیم مذہب (بت پرستی) کوچھوڑ کرملتِ حنیفی کواختیار کرنا روحانی ہجرت ہے(قصص القرآن ج۱ص۲۵۶)(جاری ہے......)

طب وصحت

حکیم محمد فیضان

# پودینہ(Mint)

پودینہ ایک خوشبودار پودا ہے۔ یہ گھروں میں روزمرہ کے استعمال میں آنے کی وجہ سے مشہور ہے۔ ہمارے یہاں عام طور پر اس کے تازہ پتے اور خشک پتے سلاد اور چٹنی وکھانوں کو خوشبودار اور خوش ذائقہ بنانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس سے تیل بھی کشید کیا جاتا ہے جو کہ دانتوں کے پیسٹ، ٹافیوں وغیرہ میں کام آتا ہے۔ پودینہ بہت قدیمی پودا ہے۔ قدیم یونانی اور رومی کتب میں اس کے خواص کا ذکر ہے۔ یونانی اطباء میں حکیم ناؤفرسطس نے (جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے 370 سال پہلے گزرا ہے) پودینہ کا ذکر کیا ہے۔ عرب کے قدیم اطباء نے بھی پودینہ کے افعال اور خواص کا مفصل ذکر کیا ہے۔ برصغیر پاک وہند یوروپ امریکہ اور عرب ممالک میں بکثرت یہ ہوتا ہے اور رغبت سے استعمال کیا جاتا ہے۔

**اقسام:**...... پودینہ کی کئی اقسام ہوتی ہیں مثلاً (1) جاپانی پودینہ (2) پودینہ فلفلی (3) پودینہ بری (4) پودینہ نہری (5) پودینہ بستانی (6) زنک پودینہ وغیرہ۔ ہمارے گھروں میں جو پودینہ استعمال ہوتا ہے اسے پودینہ بستانی (گارڈن منٹ) کہا جاتا ہے۔

**مزاج:**......اطبا نے پودینہ کا مزاج گرم۲ وخشک۲ قرار دیا ہے۔

**نام:**...... پودینہ کو عربی میں فودنج۔ فوتنج۔ سندھی میں پھودینو۔ انگریزی میں منٹ، پیپرمنٹ کہتے ہیں۔

**پودینہ کے چندفوائداورخواص:**...... پودینہ اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمت ہے اور اس کے بیحد فائدے ہیں یہ بہت ساری خصوصیات سے مالامال ہے۔ پودینہ کی چٹنی ہاضمے اور لذت کے لئے موسم گرما میں گھروں میں استعمال کی جاتی ہے۔ پودینہ غلیظ رطوبتوں کو نکالتا ہے اور محرک ہے۔ یہ نظام ہضم کو درست کرتا ہے، ریاح کو خارج کرتا ہے، پیٹ پھولنے جی متلانے اور قے میں مفید ہے۔

**پودینہ کی چائے:**......کئی ممالک میں اس کی چائے بنا کر بہت شوق سے پیتے ہیں یہ چائے بدہضمی، کھانسی، زکام اور کھانسی میں مفید ہے، اس کے استعمال سے تھکن دور ہوتی ہے، سردرد، سانس کی نالی کی سوجن، برونکائٹس میں مفید ہے، سانس کی بدبو کو ختم کرتی ہے، یہ چائے آنتوں کی بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ اس کی چائے قہوے کی طرح بنا کر استعمال کی جاتی ہے۔ روغنی اور دیرہضم وثقیل اشیاء کھانے کے

بعد ٹھنڈی کولڈ ڈرنک پینے کی بجائے پودینہ اور لیموں وسفید زیرہ کا قہوہ بنا کر پینا بہت مفید وہاضم ہوتا ہے،اس کو روزمرہ استعمال کرنا چاہئے۔بدہضمی، پیٹ پھولنے اور ریاحوں کے لئے پودینہ کا رس پانی میں ملا کر پینا بھی مفید ہے۔اس کے استعمال سے الرجی کی شکایت اور پتی اچھلنا ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ پودینہ خون کو صاف کرتا ہے،اور یرقان کے مرض میں مفید ہے۔

**قے آنا یا جی متلانا:**......جن مریضوں کا جی متلاتا ہو یا قے آنے کی شکایت ہوان کو پودینہ کے دس پتے اور چھوٹی الائچی دو عدد کے ساتھ پانی میں جوش دے کر چھان کر پلانے سے یہ شکایت انشاءاللہ ختم ہوجائے گی

**گردہ ومثانے کی پتھری کے لئے:**......بتھوے کی سبزی میں پودینہ شامل کر کے کھانے سے گردہ ومثانہ کی پتھری خارج ہوجاتی ہے۔یہ عمل کم سے کم ایک ماہ یا پتھری کے خارج ہونے تک جاری رکھنا چاہئے۔

**پودینہ کا شربت:**...... پودینہ کا شربت بھی بنایا جاتا ہے،اس طرح کا شربت گرمی کے موسم میں بھارت میں جگہ جگہ بڑے بڑے مٹکوں میں تیار کر کے اوپر سرخ کپڑا ڈال کر ریڑھیوں پر جل جیرا کے نام سے فروخت کیا جاتا ہے۔

**کھانسی ودمہ کے لئے:**...... پودینہ اور چند دانے انجیر کے لے کر جوشاندہ کی صورت میں پکا کر مل چھان کر صبح وشام استعمال کرنے سے سینہ اور پھیپھڑوں سے غلیظ مواد خارج ہوجاتا ہے اور سانس کی تنگی ختم ہوجاتی ہے، یہ جوشاندہ درد پہلو اور درد سینہ کو بھی فائدہ دیتا ہے۔

**گھر میں شربت بنانے کی ترکیب:**...... پودینہ کی گڈی لے کر اچھی طرح سے دھو کر باریک پیس لیں،اس کے بعد ایک کپ شکر اور پانچ عدد لیموں کا رس اس میں نچوڑ لیں اس کو دو گھنٹے رکھا رہنے دیں۔پھر جگ میں بھر لیں اور برف شامل کر کے اس میں ادرک کا رس ملا کر استعمال کریں یہ شربت بہت مزے دار، ہاضم اور نہایت خوش ذائقہ ہونے کے ساتھ ساتھ دل اور دماغ کے لئے بھی مفید ہوتا ہے۔

**چہرے کے داغ دھبوں اور کیل مہاسوں کے لئے:**...... چہرے کے داغ دھبوں اور کیل مہاسوں سے نجات کے لئے تازہ پودینہ خالص لے کر اس میں سرکہ شامل کر کے پیس کر متاثرہ مقامات پر لیپ کریں انشاءاللہ چند دنوں میں چہرے کا رنگ نکھر آئے گا اور داغ دھبے کیل مہاسے ختم ہوجائیں گے۔ شہید پاکستان محترم جناب حکیم محمد سعید صاحب رحمہ اللہ جی متلانے قے اور جگر کی سستی کی وجہ سے بھوک

﴿بقیہ صفحہ ۷۰ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

**اخبارِ ادارہ** مولانا محمد امجد حسین

# ادارہ کے شب وروز

□...... یکم/۸/۱۵/۲۲/شعبان کو متعلقہ مساجد میں وعظ و مسائل کی نشستیں منعقد ہوئیں، ۱۵/شعبان کو حضرت جی مدیر صاحب دامت برکاتہم نے مسجد غفران میں، راقم امجد نے حضرت مدیر صاحب کی نیابت میں مسجد امیر معاویہ میں اور مولوی ناصر صاحب نے مسجد نسیم میں جمعہ پڑھایا۔

□......۳/ شعبان اتوار بعد عصر ہفتہ وار مجلس ملفوظات منعقد ہوئی، شعبان و رمضان میں اب اتوار کی یہ بعد عصر کی ہفتہ وار مجلس موقوف رہے گی۔

□......۳/ شعبان قرآنی شعبہ جات بنین و بنات کے سالانہ امتحانات ہوئے۔

□......۵/ شعبان منگل کو شعبہ حفظ کا سالانہ امتحان ہوا اور قرآنی شعبوں میں تین روزہ تعطیلات ہوئیں۔

□......۶/ شعبان بدھ شعبہ کتب کے امتحانات مکمل ہو کر شعبہ کتب میں سالانہ تعطیلات ہوگئیں۔

□......۱۷/ شعبان اتوار حضرت جی مدیر صاحب دامت برکاتہم کے ہاں بچی کی ولادت ہوئی، اللہ تبارک وتعالیٰ نومولودہ کو نیک صالحہ، اور والدین کیلئے قرۃ العین، آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں۔

□......۲۰/ شعبان بدھ حضرت جی دامت برکاتہم کی والدہ محترمہ کی آنکھ کا آپریشن ہوا۔ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائیں، بینائی بحال فرمائیں۔

□...... ماہ شعبان میں حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی دو خاندانوں کے درمیان ایک متنازعہ معاملے میں ثالثی اور تحکیم کے سلسلہ میں کچھ مصروفیت رہی۔

□......اسی طرح حضرت مدیر صاحب کی ماہِ شعبان میں ''زکاۃ وصدقہ کے فضائل واحکام'' کے عنوان سے کتاب کی تصنیف وترتیب میں بھی شبانہ روز مصروفیت رہی، اور ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل کتاب بحمد اللہ تیار ہوگئی اور اب زیرِ طبع ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ رمضان کے پہلے عشرے تک چھپ کر آجائے گی، زکوٰۃ وصدقات وغیرہ انفاق فی سبیل اللہ کے تمام گوشوں پر مشتمل ہے اور اسلام کے تمام مالیاتی صیغوں کے احکام ومسائل اور ان کا تعارف اس میں دریا بکوزہ سمود یا گیا ہے۔

Idara Ghufran

## اخبارِ عالم

ابرار حسین ستی

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

**19 جولائی 2009ء بمطابق 25 شعبان المعظم 1430ھ** :پاکستان: ملک بھر میں بارشیں کراچی میں 21 افراد لقمۂ اجل بن گئے **20 جولائی** :پاکستان: نائن الیون ذمہ دار پاکستان میں ہیں، ہیلری، الزام ہرزہ سرائی ہے، دفترِ خارجہ پاکستان: لیوی ٹیکس 10 روپے مستقل رکھنے کا فیصلہ، تیل کی قیمتوں کے تعین کا نیا فارمولا جاری **21 جولائی** :پاکستان: اب ملک میں جمہوری نظام ہی چلے گا، چیف جسٹس **22 جولائی** :پاکستان: لوڈ شیڈنگ کے خلاف صوبہ بھر میں ہڑتال، ٹرین نذرِ آتش، واپڈا دفاتر پر حملے، سینکڑوں گرفتار **23 جولائی** :پاکستان: ایمرجنسی کا نفاذ پی سی او کا اجراء پرویز مشرف 29 جولائی کو عدالت طلب **24 جولائی** :پاکستان: سپریم کورٹ بجلی کی قیمتوں میں معقول اضافے کی اجازت، صارفین پر غیر ضروری بوجھ ڈالا گیا تو عدالت مداخلت کا حق محفوظ رکھتی ہے، چیف جسٹس **25 جولائی** :پاکستان: صدر نے مقامی حکومتیں تحلیل کرنے کی منظوری دے دی پاکستان: مدارس میں عسکریت پسندی کی تربیت کا تاثر غلط ہے، اکثر مدارس میں عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے، ڈاکٹر خالد مسعود چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل **26 جولائی** :پاکستان: قومی مالیاتی کمیشن کی تشکیلِ نو وزیرِ خزانہ 9 رکنی کمیشن کے سربراہ ہونگے واشنگٹن: امریکی سینیٹ پاکستان کی فوجی امداد اور طالبان کے خلاف استعمال سے مشروط **27 جولائی** :پاکستان: گیلانی شہباز ملاقات، ن لیگ کا کابینہ میں شرکت سے پھر انکار پاکستان: ایساف کمانڈر کی اچانک پاکستان آمد جنرل کیانی سے ملاقات، اہم معاملات پر تبادلہ خیال **2 8 جولائی** :پاکستان: ڈوگر کی آئینی حیثیت کا تعین کرنا ہوگا، افتخار چوہدری جامعۃ الرشید 17 گریجویٹ وپوسٹ گریجویٹ طلبہ سمیت درسِ نظامی مکمل کرنے والے 47 فضلاء کی دستار بندی **29 جولائی** :پاکستان: اقتصادی رابطہ کمیٹی کا اجلاس، وزارتوں کی تجاویز افراطِ زر اہم اشیاء اور زرِ مبادلہ کے ذخائر کا جائزہ **30 جولائی** :پاکستان: سپریم کورٹ، ایمرجنسی کے دوران، دہشتگردی کے واقعات کی رپورٹ طلب **31 جولائی** :پاکستان: پٹرولیم مصنوعات میں کمی کی سمری وزیرِاعظم کو ارسال **یکم اگست 2009ء 9 شعبان 1430ھ**: پاکستان: سپریم کورٹ نے 3 نومبر 2007ء کی ایمرجنسی کے اقدام کو غیر آئینی، قرار دے دیا پی سی او جج فارغ پاکستان: حکومت نے پیٹرول 1.67 اور مٹی کا تیل 1.44 روپے سستا کر دیا **2 اگست** :پاکستان: عدلیہ نے اپنا کام کر دیا، اب پارلیمنٹ اپنا کردار ادا کرے گی، گیلانی

پاکستان: گوجرہ، ہنگاموں میں 7افراد ہلاک 40 گھر نذرآتش، وزیراعلیٰ نے عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا **3اگست** : پاکستان: صوفی محمد کے خلاف، بغاوت کا مقدمہ درج **4اگست** : پاکستان: پرویز کے خلاف پارلیمان کی سادہ قرارداد سے مقدمہ ممکن ہے، اٹارنی جنرل **5اگست** : پاکستان: اقوام متحدہ نے بے نظیر کے قاتل بے نقاب کردیے، صدرزرداری **6اگست** : پاکستان: پارلیمان قرارداد منظور کرے، حکومت مشرف کے خلاف کارروائی کرے گی، وزیرِاعظم پاکستان: وفاقی کابینہ اجلاس، الیکشن میں حصہ لینے کے لئے گریجویشن کی شرط ختم، گوجرہ واقعہ کی مذمت **7اگست** : پاکستان: مشرف کے خلاف بغاوت کا مقدمہ ن لیگ نے قرارداد پیش کرنے کا فیصلہ کرلیا پاکستان: سکردو، بس دریائے سندھ میں گرگئی 27 فوجیوں سمیت 34افراد جاں بحق **8اگست** : پاکستان: وزیرِخارجہ، قبائلی انتظامیہ، امریکی حکام، محسود کے قریبی ساتھیوں اور مخالفین نے بیت اللہ محسود کے مارے جانے کی تصدیق کردی **9اگست** : پاکستان: مشرف کا بلدیاتی نظام ختم، صدر نے سمری پر دستخط کردئے آئندہ کوئی جج کسی غیرآئینی حکمران کی حمایت نہیں کرے گا، سپریم جوڈیشنل کونسل **10اگست** : پاکستان: مشرف کے خلاف ججوں کو حبسِ بے جا میں رکھنے کا مقدمہ درج **11اگست** : پاکستان: ن لیگ نے 18ویں اور 19ویں ترمیم کا مسودہ حکومت کو بھجوادیا **12اگست** : پاکستان: اقتصادی رابطہ کمیٹی کا اجلاس، ایک ارب کے رمضان پیکیج کی منظوری، یوٹیلٹی اسٹورز پر اشیاء 10 سے پندرہ فیصد سستی کرنے کا فیصلہ۔

# صدقۂ جاریہ وایصالِ ثواب کے فضائل واحکام

**صدقۂ جاریہ کی حقیقت اور نیکی کا ذریعہ بننے کی صورتیں، ایصالِ ثواب کا قرآن وسنت، اجماع اور شرعی قیاس سے ثبوت، مطلق اور عام ایصالِ ثواب کے منکر کا حکم، فقہ کے چاروں ائمہ کے سلسلہ کی کتابوں سے مالی اور بدنی عبادات کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب کا ثبوت، دعا واستغفار، ذکر وتلاوت، نماز، روزہ، صدقات وخیرات، حج وعمرہ، اور قربانی وغیرہ کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب پر احادیث وروایات، ایصالِ ثواب کی شرائط، ایصالِ ثواب سے متعلق بدعات ورسوم، ایصالِ ثواب کے طریقے اور اس سے متعلق مختلف مسائل واحکام، اور ایصالِ ثواب کے منکرین کے شبہات واعتراضات کا جائزہ**

**مصنّف: مفتی محمد رضوان**

**اداہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی**

Idara Ghufran